اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے +

نمبر (۳۲) مطبوعہ ۱۰- اگست ۱۸۹۴ء بروز جمعہ جلد (۲۲)

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے - [illegible]

قیمت بیرونجات سے معہ محصول ڈاک - [illegible]

قیمت دو کاپیوں سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام فی کاپی - [illegible]

ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دی جائیگی - ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جائیگی +

ایڈیٹوریل

ہماری پل بھر کی ہلکی مصیبت کیا ہی بے نہایت اور ابدی بھاری جلال ہمارے لئے پیدا کرتی جاتی ہے - کہ ہم نہ ان چیزوں پر جو دیکھنے میں آتی ہیں - بلکہ ان چیزوں پر جو دیکھنے میں نہیں آتیں نظر کرتے ہیں - کیونکہ جو چیزیں دیکھنے میں آتی ہیں چند روزہ ہیں - اور وہ جو دیکھنے میں نہیں آتیں ہمیشہ کی ہیں ؛ ۲ قرنتیوں ۴-۱۷ و ۱۸

گذشتہ نمبر میں ہم نے یہہ بیان کیا - کہ مسیحیوں کو اہل دنیا سے کس قدر اندرونی و بیرونی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچتیں - اور اس مسافرت کی سرزمین میں انہیں کس قدر آزمایشوں اور مصیبتوں کا روزمرہ سامنا کرنا پڑتا ہے ؛ اور ایسا ہونا مسیحیوں کے لئے ضروریات سے ہے - کیونکہ اُن کی نجات کے پیشوا نے اِس امر کی پیشین گوئی کی اور فرمایا ہے - کہ "تم دنیا میں مصیبت اُٹھاؤ گے لیکن خاطر جمع رکھو کہ میں دنیا پر غالب آیا ہوں" ؛ یوحنا ۱۶-۳۳ +

پس ضرور ہے کہ ہم بہت دکھ سہہ کے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوں ؛ اور دنیوی چند روزہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے جو صرف مسیح کو خداوند کہنے - اور اُس پر ایمان رکھنے کے باعث ہم پر گذرتی ہیں بیدل نہ ہوں اور گھبرا نہ جائیں - اور اس یقین سے کہ ہمارا خداوند ہماری حالت سے بخوبی آگاہ ہے - استقلال اور صبر کے ساتھ مطمئن رہیں کیونکہ پطرس رسول نے لکھا ہے کہ "اگر کوئی مسیحی ہونے کے سبب دکھ پاوے تو نہ شرماوے - بلکہ اس سبب سے خدا کی بزرگی کرے" ۱ پطرس ۴-۱۶ +

یہہ ایک مشہور بات - اور گویا انسانی طبیعت میں مخمر ہے کہ آدمی اپنے کو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تر عقیل و دانا اور مہذب و شایستہ سمجھکر ہمیشہ یہی خیال کیا کرتا ہے - کہ "ہمچو من دیگرے نیست" اور ایسا ہی وہ اپنے آبائی مذہب کی نسبت سمجھتا ہے - کہ جو مذہب میری میراث میں مجھکو ملا ہے - اُس سے بہتر دنیا میں اور کوئی مذہب نہیں ہے ؛ ایسے خیال والا آدمی کسی بات میں ہرگز ترقی نہیں کر سکتا - اور نہ تحقیق مذہب کا کبھی خیال اُس کے دل میں گذر سکتا ہے ؛ ہم نے اکثر ہندو محمدی نوجوانوں کو یہہ کہتے سُنا - کہ کیا ہمارے آبا و اجداد عقل و تمیز میں ہم سے کچھ کم تھے - جو مرتے دم تک اپنے مذہب میں قائم رہے - اور کسی نئے مذہب کی طرف ہرگز توجہہ نہ کی ؛ ایسے موقع پر ہمیں اُس سمندر کی مچھلی کا قصہ یاد آتا ہے - جو ایک ماہی خوار کے چنگل سے چھوٹ کر ایک کنوئیں میں گر گئی ؛ جب کنوئیں کے مینڈکوں نے اس عجیب الخلقت کو دیکھا - تو بڑی حیرانی و تعجب کے ساتھ ڈرتے ڈرتے اُس سے پوچھا "آپ کس ملک کی رہنے والی ہیں"؟ مچھلی نے جواب دیا "سمندر کی" "سمندر کتنا بڑا ملک ہے"؟ "بہت بڑا" اِس پر سوال کرنے والا مینڈک تھوڑی دور سرک گیا - اور کہا "شاید اتنا بڑا"؟ مچھلی نے کہا اس سے

بہت بڑا"؛ بالآخر وہ مینڈک پیچھے کی طرف ہٹتے ہٹتے کنوئیں کی دیوار مقابل سے جالگا۔ اور مچھلی سے پوچھا۔ "کیا سمندر اِتنا بڑا ملک ہے؟" لیکن جب پھر جواب ملا کہ "اس سے بہت بڑا" تو وہ بہ تمسخر یہہ کہہ کر۔ کہ "تُو سب جھوٹھ ہے" اپنے ٹرانے میں بدستور مشغول ہوگیا:۔ یہی حال اکثر لوگوں کا مسیحیت کی نسبت ہے۔ کہ وہ بغیر اُس کی ماہیت کو دریافت کئے صرف براہ تعصب کہہ دیتے ہیں۔ کہ مسیحیت میں کچھہ حقیقت نہیں ہے۔ اور کوئی عام عقل والا آدمی بھی اُس کو کبھی پسند نہ کرے گا:۔ چنانچہ یہہ پرچہ وز لکھتا ہے کہ اگر مسیحی مذہب مہذب ہوتا تو مہذب لوگ اس کو قبول کر لیتے۔ ..... ولایت کو ہمیشہ افسوس ہی کرنا پڑے گا۔ مہذب لوگ ہرگز اس مذہب کو قبول نہ کریں گے"؛ معلوم نہیں کہ ہمارے معاصر کی سمجھ میں مہذب کے کیا معنی ہیں۔ اور وہ مہذب کن کو سمجھتا ہے۔ محمدیوں کو۔ یا کہ ہندوؤں کو؟ شاید وہ اپنے خیال میں بمقابلہ ہندوؤں کے محمدیوں ہی کو مہذب سمجھتا ہے۔ جن کی تہذیب کی سب سے بڑی علامت کثیر الازدواجی۔ بردہ فروشی۔ جہاد وغیرہ ہیں۔ اور جن کی تہذیب و شائستگی کا اظہار ہر سال ایام محرم پر ہوتا۔ یا حنفیوں اور اہل حدیث کی باہمی جھپٹ کے موقعوں پر ظہور میں آتا ہے۔ جیسا کہ ابھی علیگڈہ میں واقع ہوا ہے۔ اور جس کی مفصل کیفیت نامہ نگار طوطی ہند میرٹھ نے لکھی ہے:۔ یہہ تو ہندی محمدیوں کی تہذیب کا حال ہے۔ اب ذرا مکہ معظمہ کی جو دارالاسلام ہے۔ اور باتوں سے جو دوران حج میں واقع ہوتی ہیں۔ قطع نظر کرکے ایک تازہ کیفیت کا حال سنئے جس سے محمدیوں کا مہذب اور تعلیم یافتہ ہونا کیسا ظاہر ہوتا ہے +

انگریزی اخبار لکھتا ہے۔ کہ چونکہ آئے برس موقع حج پر مکہ میں ہیضہ حاجیوں پر حملہ شدید کئے بغیر نہیں رہتا۔ لہذا اِس سال انتظام حفظ صحت کے لئے سلطان المعظم نے چند چیدہ ڈاکٹروں کو بھیج دئے تھے۔ جنہوں نے یہہ مناسب و معقول انتظام کیا۔ کہ جس روز حاجی لوگ مکہ میں آئیں تو اُن کے معہ اسباب کے جو اُن کے پاس موجود ہو آلات تبخیر کے ذریعہ دھونی دی جائے۔ اور تمام مکان اور بازاروں اور گلی کوچوں میں ہوا صاف کرنے کے لئے گن بک اور خوشبو وغیرہ سلگتی رہے۔ یہہ امر جاہل اور متعصب علماء محمدی کو نہایت ناگوار گذرا۔ انہوں نے خفیہ ایک خود غرضانہ سازش کرکے عام محمدیوں کو یہہ کہہ کر بدظن کر دیا۔ کہ ڈاکٹر لوگ تم سب کو کرستان کرنا چاہتے۔ کہ تنفس کی راہ سے ایسی ادویہ لوگوں کے جسم میں داخل کردی جائیں جو فرنگیوں نے سوئر کی چربی سے مرکب کی ہیں:۔ یہہ افواہ فوراً دور و نزدیک پھیل گئی۔ اور محمدی مہذب لوگ ڈاکٹروں سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوگئے:۔ بیچارے ڈاکٹروں نے فوجی حفاظت میں پناہ لی اور فوراً سلطان المعظم کی خدمت میں پیغامات تار برقی کے ذریعہ اس کیفیت کی خبر بھیجی:۔ اگر ڈاکٹر لوگ دھونی دینا بند نہ کردیتے۔ تو محمدی تہذیب کا خوب ہی مزہ چکھتے۔ "سرِ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت"

یک نشد دو شد

پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی تو مدعی مماثلت مسیح تھے ہی مگر اب سنا گیا ہے۔ کہ خیوا میں ایک شخص یہی دعوی کر رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ انا یسوع المسیح "میں یسوع مسیح ہوں"۔ جریدہ روزگار لکھتا ہے۔ کہ اِن دونوں شخصوں کی حالت میں فرق یہی ہوا ہے کہ قادیانی صاحب بوجہ آزاد گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ ہونے کے اب تک گل چھرے اُڑا رہے ہیں۔ اور موخر الذکر بوجہ روسی گورنمنٹ کے خیوا میں مسلط ہونے کے پاگل خانہ کو بھیج دیا گیا ہے۔ اور اُس کے دیہاتی مرید جو شب و روز اُس کی خدمت میں رہتے تھے اُن میں بعض کو تو گورنمنٹ روس نے پاگل خانہ کو بھیج دیا۔ اور بعض کو جنہیں کسی قدر کم خلل دماغ تھا شفاخانہ کو روانہ کیا:۔ کہتے ہیں کہ کچھہ عرصہ سے اس شخص کو خلل دماغ ہوگیا تھا۔ اور اُس کے دیوانہ پن کے خیالوں میں سے ایک یہہ تھا۔ کہ اُس کو ایک قسم کی خوشبو آتی تھی۔ جس کو وہ روح القدس خیال کرنے لگا۔ اور سمجھا۔ کہ روح القدس اُس میں حلول کرنے لگ گئی ہے۔ اور رفتہ رفتہ اُس کے دماغ میں یہہ سما گیا کہ وہ خود یسوع مسیح ہے:۔ تھوڑے عرصہ میں چند دیہاتی جہلا اُس کے مرید ہوگئے جنہوں نے یقین کر لیا کہ یہہ تمام جہان کا نجات دہندہ ہے جس کے باعث دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہونے والا ہے ہمیں ابھی سے اس کی خدمت میں رہنا لازم ہے اور آئندہ کی ضروریات زندگی کے لئے فکر کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں ہے +

رفتہ رفتہ یہہ دیوانگی اُن مریدوں میں ایسی موثر ہوئی کہ اُنہیں بھی خوشبو آنے لگی اور یہہ وہم گذرا کہ اُن کے بدن ایسے لطیف اور سبک ہوگئے ہیں کہ وہ ہوا میں اُڑ سکتے ہیں:۔ جب یہہ لوگ ذکر و شغل کے لئے جمع ہوتے تھے۔ تو بڑا شور و غل مچاتے۔ ناچتے کودتے سینہ کوبی کرتے اور زمین پر گر پڑتے تھے۔ اور آپس میں مہمل اور بے معنی باتیں کرتے تھے جن سے کچھہ بھی مفہوم نہ ہوتا تھا:۔ وہ خیال کرتے تھے کہ یہہ عالم ملکوت کی زبان ہے جو روح القدس کے بلوائے بولی جاتی ہے +

چھوٹی ابتدا سے ترقی

پچاس برس گذرے کہ جارج ولیمس نامی ایک نوجوان بطور کلرک کے لنڈن کے ایک کارخانہ میں داخل ہوا:۔ اُس نے خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ جان کر اُس بیش قیمت اطمینان کو حاصل کر لیا تھا جو اُس پر بھروسا رکھنے سے ہوتا۔ اور اُس کا دل اس قوی خواہش سے معمور تھا کہ وہ اپنے ہم خدمتوں کو بھی اُسی اطمینان اور خوشی میں داخل کرے:۔ اُس نے دوسروں سے گفتگو کی اور اُنہیں مسیح تک رہنمائی کرنے میں کامیاب ہوا:۔ اُنہوں نے اولاً باہمی مدد کے لئے دعا مانگنے کے لئے فراہم ہونا اور بائبل کی تلاوت کرنا شروع کیا:۔ ایک بائبل کلاس باقاعدہ مقرر کیا گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں شرکاء کا شمار جلد بڑھ گیا اور ایک ایسوسی ایشن قایم ہوکر اُس کے لئے ضوابط

مراسلات

بقیہ

الہام الٰہی۔ اور الہام ارواحی

تیسرا طریق کشف ایک اور طریق کشف ہے۔ جو ہندوؤں کے ویدانت مت سے نسبت رکھتا ہے۔ اور مسلمانوں میں اُس کا برتاؤ ہے۔ اسکو تصوف کہتے ہیں۔ جس کے معنے حکمت کے درویشوں کا طریقہ ہے: سیل صاحب اُس کے اصول اور ریاضت کا احوال یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ "اصل مقصد اور انجام انسان کی زندگی کا یہہ ہے۔ کہ اپنی ہستی کو بحر معرفت الٰہی میں غرق کر دے جیسے پانی کا بلبلہ کہ دریا کے کنارے پر اٹھتا ہے۔ اور دم بھر میں غایب ہو جاتا ہے"+

"اگر صوفیوں کے طریق کے موافق کوئی طالب معلومات حاصل کرنی چاہتا ہے۔ تو درویشوں کے متعدد مسالک میں سے ایک کو اختیار کرتا ہے۔ اور مرشد سے مناسب ہدایت پانے کے بعد طریقت میں داخل ہوتا ہے: پھر اُسے سالک۔ یعنے اُس راہ پر چلنیوالا کہتے ہیں: "سالک کا کام سلوک ہے۔ یعنے صرف ایک خیال میں معرفت الٰہی کے محو ہو جاوے" (اس کے ساتھ ناظرین ویدانت اور یوگ مت کا بھی خیال رکھیں۔ کیونکہ تصوف میں اور اُن میں فرق نہیں ہے)+

"اس راہ میں آٹھ منزلیں قطع کرنی پڑتی ہیں" (لوگ مت کے آٹھ ذریعوں کا بھی دھیان رکھنا)+

"(۱) خدمت ہے: اس میں خدا کی بندگی اور احکام شرع کی پابندی لازم ہے۔ کیونکہ ابھی شریعت کی قید سے آزاد نہیں ہوتا ہے+

"(۲) عشق ہے: (یہہ بھی ایک ذو معنی لفظ ہے) کہتے ہیں کہ جب سالک مقام عشق میں پہنچتا ہے۔ تو تاثیر الٰہی سے اُس کی روح اس قدر متاثر ہو جاتی ہے۔ کہ دل سے خدا کا عشق رکھتا ہے+

(۳) قناعت۔ جب عشق سے دنیا کی تمام خواہشیں دور ہو جاتی ہیں۔ تو اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اور تصوف کے جو کچھ دقیق تر مسائل ذات الٰہی کی نسبت ہیں۔ اُن کے سوچنے میں وقت صرف کرتا ہے: (یعنے اس مقام پر پہنچکر تصوف کے مُعیّن قاعدوں کے موافق خدا کا تصور باندھتا ہے)+

(۴) معرفت: مقام سابق کا تصور۔ اور ذہنی فکروں سے خدا کی ذات وصفات وغیرہ کی تحقیق اُسے عارف کے مرتبہ پر پہنچا دیتی ہے۔ عارف کے معنے پہچاننے والا+

(۵) مقام وجد ہے: دقیق مضامین پر متواتر تصور ذہنی رغبت کا موجب ہو کر ایسا ولولہ خوشی کا پیدا کرتا ہے۔ جو خدا کی طرف دل کے متوجہ ہونیکی علامت سمجھی جاتی ہے: اس کیفیت کو حال اور وجد کہتے ہیں۔ اس منزل کی رسائی بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ دوسرے مقام کا یقینی داخلہ ہے"+

(میں اس بات کا بیان کیا چاہتا ہوں۔ کہ مقام وجد کی حالتیں ہم نے بھی دیکھی ہیں۔ اور ناظرین میں سے بھی بہتیروں نے دیکھی ہوں گی: جہاں کسی بڑے فقیر کی خانقاہ ہے وہاں میلے لگا کرتے ہیں۔ اور پیر مرید جمع ہوتے ہیں۔ ڈھول (چوہر پول میں رباب اور دوتارہ) بجتا ہے اور کوئی کافی وغیرہ گاتے ہیں: سنتے سنتے بعضوں کو حال آنے لگتا ہے۔ اور گھنٹوں سر گھماتے۔ اور ہلاتے رہتے ہیں: جب حال اُتر جاتا ہے۔ تو ایسے نظر آتے ہیں۔ کہ نہ وہ معرفت رہی۔ اور نہ وہ وجد ہی رہا۔ جیسے تھے ویسے ہی ہو جاتے ہیں: نوشاہی فقیروں۔ اور اُن کے چیلوں میں اس قسم کا شغل خاصکر ہوا کرتا ہے۔ الحق الحق مُنہہ سے دفعتاً بول دیا کرتے ہیں: محمدیوں میں تصور اور ہندوؤں میں دھیان کہتے کو ٹھنڈا خوب چلتا ہے اور یہہ ضرور اس لئے کرتے ہوں گے کہ نشی اشیا کی مدد سے آنکھیں بند۔ یا پریشان اور سر بزانو نظر آئے: ای لوگو کیوں دہوکھا کھاتے ہو؟)+

"(۶) حقیقت: اس وقت میں سالک پر خدا کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور اب وہ اُس چیز کی حقیقت سیکھتا ہے۔ جس کی جستجو میں اتنی مدت سے مصروف ہے: یہہ سلوک کا اعلیٰ مقام ہے"+

(یہی سبب ہے کہ امرتسر والے مباحثے میں مرزا غلام احمد صاحب پر بھی خدا کی حقیقت کھل کھل پڑتی تھی جو اپنے کشف کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ ان کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اس مسئلہ کے قائل ہیں: شاید فنا فی اللہ آپ کا اعتقاد نہیں ہے کیونکہ رضا الٰہی کا کبھی کچھی چرچا کیا تھا+)

"(۷) وصل ہے: خدا سے ایک دروازہ تھا جسکی کنجی میں نے نہیں پائی تھی۔ ایک حجاب حائل تھا۔ کہ میں دیکھہ نہیں سکتا تھا: سالک اس منزل سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور بہت تھوڑے ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچتے ہیں"+

(یہہ قاعدے ہر ایک کے واسطے مقصود بھی نہیں ہیں صرف کام چور۔ کاہل وجود ایسے شغل پسند کر سکتے ہیں۔ یا جیسا پادری سیل صاحب لکھتے ہیں۔ کہ آغاز اسلام میں صوفیوں نے شریعت کے سخت احکام کی پابندی سے آزاد رہنے کو یہہ طریقہ اختیار کیا تھا:)

(۸) مقام فنا ہے: طالب تمام جستجو کے بعد۔ اور سالک تمام دشوار گذار راہوں کو طے کرنے کے بعد جب پردہ اُٹھا کر دیکھتا ہے۔ تو کچھہ نہیں پاتا" (افسوس کا مقام ہے کیونکہ ساری محنت سے آخر فنا حاصل ہوئی: بدھ مت اور ویدانت کا بھی آخری مقام یہی ہے۔)+

عقائد اسلامیہ۔ تیسرا باب

بعد اس کے سیل صاحب نے ایک مبتدی کا حال لکھا ہے۔ کہ وہ کس طرح فقیروں میں داخل ہوا۔ اور کس طرح کی مجاہدی

اور اشغال اس کو کرنے پڑے۔ حتیٰ کہ شیخ مولا شاہ نے فرمایا۔ کہ رو برو بیٹھکر میری صورت کا تصور باندھ۔ اور اُس کی آنکھیں بند کر کے حکم دیا۔ کہ اپنے کل خیالات کو مجھ پر رجوع کر۔ اس کے بعد جناب توکل بیگ نے اقرار کیا۔ کہ شیخ کے فیض باطن سے میرا دل کھل گیا۔ اور مولا شاہ نے کہا۔ کہ اب تو عالم ارواح کی سیر تجھے خوب کرا دی۔ یہہ اس لئے کہا۔ کہ عبد القادر جیلانی کا نورانی پیکر اُس کو نظر آیا تھا۔ دوسرے روز توکل بیگ نے نبی کو۔ اور اُن کے اصحاب کو۔ اور اولیا۔ اور ملایک کو دیکھا (یہہ وہی بات ہے۔ یا مثل اُس کے ہے جو یہودیوں میں مُردوں کی روحوں سے سوال کرتے تھے۔) اور شیخ نے کہا۔ کہ اب تو وصل کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔

اگر یہہ گپ نہیں ہے۔ تو ایسی باتوں کی صداقت کا کیا ثبوت ہے؟ کیا اسی کشف ارواحی کے واسطے اہل تصوف ایسی جد و جہد کرتے۔ اور اپنی اپنی خاص قسم کی ریاضت بدنی۔ اور عقلی سے اس کو حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

اس موقع پر میں سویڈن برگ کے کشف کا بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ سارے الہام اور کشف جو منسوب روح القدس کے ہوتے ہیں۔ اور فقط بعض چیدہ رسولوں اور نبیوں کو خاص مطلب کے لئے ہوئے تھے۔ نہ کہ اپنی اپنی دلگی کے لئے ٹھہرے تھے۔ اور سارے کشف ارواحی باہم جوتا پیزار کی نوبت پر ہیں۔ سویڈن برگ (یاد رہے کہ یہہ مشہور شخص خود اپنی مکاشفہ یابی کا مدعی تھا) ملک سویڈن کا رہنے والا۔ اور شہر سکرا کے بشپ کا بیٹا تھا۔ اُپسل کی یونیورسٹی میں اُس نے نہایت اعلیٰ درجہ کی علمی لیاقت حاصل کی۔ اور بہت سی کتابوں کا مصنف ہے۔ سنہ ۱۷۴۳ء میں جب اُس کی عمر پچپن برس کی تھی۔ اُس کا باطن کھل گیا تھا۔ کہ روحانی عالم کی چیزوں کو دیکھے۔ اور عالم ارواح کی سیر تیس برس تک کرتا رہا۔ اور اس عرصہ میں خدا کے کلام کے روحانی معنے بتلاتا اور لکھتا رہا۔ اور یہہ بھی اُس کشف کی مدد سے جو خدا نے اُسکو عطا کیا۔ بہتیرے لوگ اس کے خیالوں کے معتقد ہیں۔

سویڈن برگ نے روحانی عالم میں تین آسمانوں کو دیکھا۔ اور ان کا بیان کیا۔ جن کے سارے باشندے خداوند یسوع مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ اور پاک فرشتوں کو خدا کا مکاشفہ ملتا ہے۔ اور ہر بات میں خدا کے حکموں کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔ اُس نے اُن تین بہشتوں کے سامنے تین اور گروہ دیکھے جنکو وہ دوزخی کہتا ہے۔ جو خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کا انکار کرتے۔ اور پاک فرشتوں کو نہیں ملتے۔ اور ہر بات میں خود غرضی سے کام کرتے ہیں۔ بہشت اور دوزخ کے درمیان اُس نے عالم ارواح کو دیکھا۔ جو اُن سب کے رہنے کی جگہہ ہے۔ جو اس دنیا سے جاتے ہیں۔ جہاں وہ ترقی کرتے۔ یا ابتر ہوتے ہیں۔ اور پھر بہشت یا دوزخ میں جاتے ہیں۔ اس عالم میں جھوٹھی اور فریب دینے والی روحیں بہت ہیں۔ جو خداوند کا انکار کرتی ہیں۔ اور پھر کہتا ہے۔ کہ بہتیرے اسباب کو یقین کرتے ہیں۔ کہ ارواح کے ساتھ انسان کو ہم کلام کروا کے خدا انسان کو تعلیم دے سکتا ہے۔ لیکن وہ جو اسباب کو مانتے اور اُس کی آرزو کرتے ہیں۔ وے اُس کے خطرے سے آگاہ نہیں ہیں۔ ایسے ہی تھے قدیم زمانہ کے غیب داں۔ اور مصر اور بابل کے جادوگر۔ جو ارواح کے ساتھ ہم کلامی کے باعث۔ اور اپنے اوپر اُن کے اثر کے سبب اپنے تئیں دانا غیب گو سمجھتے تھے۔ اور اسطورے خدا کی عبادت شیاطین کی عبادت سے بدل گئی۔ اور اسی لئے بنی اسرائیل کو ارواحی ہمکلامی کی ممانعت کی گئی تھی۔

اب ناظرین کو میں یہہ جتایا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے سویڈن برگ کے خیالات کو اسلئے پیش نہیں کیا۔ کہ میں اُن کو الہامی مانتا ہوں۔ سو نہیں۔ اس کے الہام کی بابت میں یہہ کہونگا۔ کہ جس طرح جان ملٹن مشہور انگریزی شاعر نے آدم و حوا کے مختصر احوال پر جو موسیٰ نے قلمبند کیا ہے تصور باندھا۔ اور پاراڈائز لاسٹ لکھی۔ اسی طرح عالم ارواح اور بدروحوں کی تاثیر۔ جسکا عہد عتیق اور جدید میں ذکر ہوا ہے۔ اُس پر سویڈن برگ نے تصور باندھا۔ اور خیالات نے پروازی

اختیار کی ہوگی۔ اور اُس کو خود یہہ یقین ہوا۔ کہ مجھے ان باتوں کے لئے کشف ہو رہا ہے۔ یعنے ویسی حالت میں پڑ گیا ہوگا جسکو اہل تصوف وجد کہتے ہیں۔ ایک فرق ہے کہ سویڈن برگ اُس کشف کو اپنے اوپر ختم کرتا ہے۔ اور اہل تصوف کشف کے لئے کسب کرتے ہیں۔ جیسے ہندوؤں میں یوگ ست والے کرتے ہیں۔ اور خلق خدا کا ایک بہت بڑا حصہ اُن کا اب تک معتقد ہے۔

غیب گوئی کے اور طریقے رمل۔ اور فال۔ اور سرودا۔ اور جوتش ہیں۔ جن میں سے موخر الذکر کا دو شخصوں نے میرے سامنے دعویٰ کیا۔ اور باری باری دونوں نے تھوڑے عرصہ میں یعنے دو دو مہینے کے عرصہ میں اپنے اپنے علم کا مجھے تجربہ دکھایا۔ جوتش والے نے میرے ایک کام میں ناکامیاب ہونے۔ اور سخت دکھ پانے کی خبر دی اس کے وقوع میں آنے سے پہلے دوسرے نے اُسی قسم کی کامیابی اور خوشی کی خبر دی۔ پہلے جوتش والے کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ اور بعد اُس کے سرودا والے کی۔ وہ دونوں شخص ہنوز زندہ ہیں۔ اگر وہ دونوں شخص اپنے اپنے علم کا ذریعہ مجھ سے چھپاتے۔ اور بجائے اس کے یہہ کہتے۔ کہ ہمیں تمہاری نسبت خدا کی طرف سے یہہ کشف ہوا ہے۔ اس لئے ایک جو مسلمان شخص تھا۔ کہتا۔ کہ تم اسلام کی صداقت کو مان لو۔ کیونکہ مجھ مسلمان نے یہہ سچی غیب گوئی کی تھی۔ اور دوسرا کہتا۔ کہ دیکھو ٹھیک ہے تم عیسائی رہو۔ کیونکہ مجھ عیسائی نے بھی خبر دی تھی۔ تو ناظرین بتلا دیں۔ کہ میں کیا کہتا۔؟

مذکورہ ساری تدبیروں کی بابت میرا یہہ اعتقاد ہے۔ کہ ساری غیب گوئیاں جو ہر فن کے ماہر نے اپنی اپنی حالت میں کی ہیں۔ اور سارے عجیب کام جو انہوں نے دکھائے ہیں۔ ان میں سے ایک نہ ایک تجویز کے ذریعہ سے کئے ہیں۔ نہ کہ خدا کی روح کی مدد سے۔ جیسا بعضوں نے لوگوں کو دھوکھا دے رکھا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب بھی سعادتمندی سے اپنی حیلہ بازیوں کا اقرار کریں۔

کیونکہ بائبل مقدس کے کشف کے تمام ہونے پر یہہ بات ممتنع الامکان کے پایہ پر ہے۔کہ خدا تعالیٰ کسی کو اپنی طرف سے الہام بخشے: اور اُس کے ساتھ یہہ بھی سوچنا چاہئے کہ مرزا صاحب کی وہ کونسی انوکھی باتیں ہیں۔جنکے لئے خدا کو پروا ہو سکتی ہے؟ جو کچھ آپ کہتے ہیں خود غرضی کی باتیں ہیں +

اے ناظرین مرزا صاحب کی غیب گوئی سے دہوکھا نہ کھاؤ اور کچھ تعجب نہ کرو۔کہ اسقدر لوگ اُن کے پیرو ہو گئے ہیں: یہہ سب محمدیت کے بہیس ہیں کسی خاص مطلب کی پیروی ہے۔پیرو محمدیوں ہی میں سے ہیں۔ہندوؤں کو اس پیروی کی پروا نہیں کیونکہ اُن کے اپنے جوگی اور سنیاسی کثرت سے ہیں۔جو مرزا صاحب سے بڑھکر کارروائیاں کرتے ہیں: اُن کے لوگ شاستر دیکھو اور تذکرۃ الاولیا کے ساتھ مقابلہ کرو: اور عیسائیوں کو تو یہہ سب باتیں نفرتی معلوم ہوتی ہیں۔جس طرح پولوس رسول نے فلپی شہر کی اُس چھوکری کو قرار دیا تھا۔جس میں غیب دانی کی روح سمائی تھی۔اور اُس کے ذریعہ سے وہ اپنے مالکوں کے لئے بہت کچھ پیدا کرتی تھی: (اعمال ۱۶:۱۶) اور اگرچہ رومن کیتھولکوں میں سنتوں اور راہبوں کی تعظیم کثرت سے کی جاتی ہے۔اس لئے۔کہ وہ اُن میں خدا کے اعلیٰ فیض مانتے۔اور بڑے بڑے کام اُن کو منسوب کرتے ہیں۔مگر سچے عیسائی اس قسم کی باتوں کو دیوؤں اور بدروحوں کا اغوا جانتے ہیں (۲ تسل ۲: ۹-۱۰-۱ تمط ۴: ۱) اور محمدیوں میں ایسے اعتقاد کی پیروی کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔کیونکہ حضرت محمد صاحب کی وفات کے بعد کئی ایک عرب اور فارس کے محمدیوں میں اس قسم کے آدمی برپا ہوئے۔اور الہام اور غیب گوئی کا دعویٰ کیا۔اور ہر ایک نے کئی کئی ہزار اور کئی کئی لاکھ آدمی اپنے معتقد بنائے۔اور ہر دفعہ نتیجہ یہہ ہوتا رہا۔کہ محمد صاحب والے اسلام اور خلیفوں کے برخلاف فوج کشی کرتے رہے۔مرزا صاحب اور اُنکے پیرو کس فکر میں ہیں؟

(باقی آیندہ)

الراقم

(بابو سی)۔(ڈی سیل ٹھاکر داس

مذہبی مباحثہ کے لئے دعوت

واضح ہو کہ ماہ جولائی ۱۸۹۲ء کو مولوی محمد حسین ابو سعید صاحب قصبہ فتحگڈہ میں تشریف لائے۔اور مسجد میں پکار کر فرمانے لگے۔کہ "اسلام ہر طرح سے غالب ہے یعنے اُسکا مقابلہ کوئی دوسرا مذہب نہیں کر سکتا": اور آپنے اپنے سامعین کو اس کا ایسا یقین دلایا۔کہ وے سب خوشی سے بھر گئے: اس کے بعد میں نے مولوی صاحب کو ایک خط بٹالہ میں لکھا۔جس کا جواب مولوی صاحب کی طرف سے آج ۲۸ جولائی کو ملا۔چنانچہ میں اپنا خط۔اور مولوی صاحب کا جواب۔اور جواب الجواب تمام مسیحیوں اور محمدیوں کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کرتا ہوں:

جناب مولوی محمد حسین ابو سعید صاحب

آپ جب فتحگڈہ میں تشریف لائے تھے۔تو مسجد میں وعظ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔کہ "اسلام ہر طرح سے غالب ہے وغیرہ" میری عرض ہے۔کہ مسجدوں۔اور گھروں میں بیٹھکر اس طرح کے نعرے مارنے۔اور خوش ہونا بہت آسان ہے۔اگر آپ کو اظہار حق کا کچھ شوق ہے۔اور آپ سمجھتے ہیں۔کہ قرآن حقیقت کلام الٰہی ہے تو ذرا باہر میدان میں نکل کر اس کا ثبوت دیجئے: اور تحریری مباحثہ کی بابت تو آپ خود ہی گواہی دیتے ہیں۔کہ "مرزا قادیانی نے عیسائیوں کے مقابل اچھے جواب نہیں دئے۔اور شکست کھا گیا ہے۔ علاوہ بریں آپ لوگ اُس کو مسلمان بھی نہیں سمجھتے۔پس اب اگر آپ چاہیں۔تو عیسائی۔آپ سے۔یا آپ کی طرف سے جو شخص انتخاب کیا جاوے اُس سے مباحثہ کرنے کو تیار ہیں: علی ہذا القیاس مسیحی لوگ بھی اپنے میں سے کسی کو منتخب کر کے آپ لوگوں کے پیش کر دیں گے: پس اگر آپ کو مباحثہ کرنا بکرانا منظور ہو تو جلدی اطلاع فرماویں۔بعدہ شرائط اور مکان مباحثہ رضامندی طرفین تجویز ہو جائیگا +

اُمید ہے کہ آپ مرزا قادیان کی طرح اِدھر اُدھر کی باتیں بناکر مباحثہ کو ٹال نہ دینگے۔اور یوں ہی لا یعنی باتیں پیش نکر دیں گے جنکا فیصلہ ایک امر محال ہو اور اصل مباحثہ ملتوی ہو جائے +

آپ کا نیاز مند فتح مسیح۔از فتحگڈہ۔

مولوی صاحب کا جواب

مشفق پادری فتح مسیح صاحب

آپ کا خط مورخہ ۲۲ جولائی ۱۸۹۲ء متضمن درخواست مباحثہ مینے مسرت سے پڑھا: میں نے آپ کی اس درخواست سے پہلے بھی پادریوں سے مباحثہ کی درخواست اپنے رسالہ میں درج کر کے چھاپ دی ہے۔جس کا پروف ملاحظہ کے لئے مرسل ہے۔اور اس درخواست کے ساتھ تحریری مباحثہ کی بنا بھی قایم کر دی ہے۔یعنے الوہیت مسیح۔اور تثلیث پر مباحثہ بھی اپنے اس رسالہ میں بحث شروع کر دی ہے۔اس رسالہ کو دیکھ کر۔اور اس بحث کو پڑھکر پادری صاحبوں کی تسلی نہوگی اور پھر بھی اُن کی خواہش تقریری بحث کے لئے ہوئی۔تو جس وقت وہ مجھ سے بحث کی درخواست کریں گے اُسی وقت اُس کو منظور کرونگا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔اور اُس وقت شرائط بحث سے اطلاع دوں گا +

اور چونکہ آپ حال ہی میں نئے پادری ہوئے ہیں۔اور آپکے معلومات مذہبی۔اور تجارب انتظامی کم ہیں۔اور اپنی سوسیٹی میں بھی آپ کا عہدہ وہ نہیں جو پرانے پادری کا ہے۔لہذا مناسب ہے کہ وہ درخواست صرف آپ کی طرف سے نہ ہو۔بلکہ کسی مشہور

٭ یہہ لفظ میں نے اپنی طرف سے لکھدیا ہے۔شاید مولوی صاحب کی قلم سے رہ گیا ہوگا +
فتح مسیح

اور پرانے اور تجربہ کار پادری کی طرف سے بھی ہو۔ گو آپ بھی اُس میں رہیں ؛

دستخط

(مولوی) ابوسعید محمد حسین ؛

مولوی صاحب کے خط کا جواب

جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب

آپ کا خط مورخہ ۲۵ جولائی کو ملا۔ مشکور ہوں ؛ آپ نے خوب کیا۔ کہ مباحثہ کی درخواست پادری صاحبان سے پہلے ہی کر دی ہوئی ہے۔ جزاک اللہ۔ خدا حق کی مدد فرماوے آمین۔ آپ کا یہہ فرمانا۔ کہ مسیحی لوگ آپ کی تحریری بحث کو پہلے پڑھیں اگر تسلی نہ ہو تو پھر تقریری مباحثہ ہو ؛ اس کے جواب میں یہہ عرض ہے۔ کہ تحریریں تو بہتیری دونوں طرف سے دھری پڑی ہیں۔ وہی پرانے سوال ؛ دوسرے الفاظ میں افراط و تفریط سے ادا کئے جاتے ہیں۔ اب زمانہ آگیا ہے۔ کہ خدا حق کو غالب کرے گا۔ سو تقریری مباحثہ کو منظور فرمائیے ؛ اور واضح ہو۔ کہ مباحثہ کی درخواست میری ہی طرف سے آپ خیال نہ فرماویں۔ بلکہ جناب ڈاکٹر کلارک صاحب اور جناب ڈاکٹر پادری وائٹ بریخٹ صاحب وغیرہ بزرگوں کی طرف سے سمجھیں ؛ ہم سب مسیحی مدت سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ کوئی شخص محمدیوں میں سے اُٹھے۔ تا کہ محمدی مذہب کی حقیقت زیادہ تر کھل جائے ؛ شکر ہے۔ کہ آپ نے مباحثہ کی درخواست پہلے ہی کر دی ہوئی ہے۔ اب مناسب ہے۔ کہ اہل اسلام کی طرف سے دو چار معتبر شخص۔ چنے جاویں۔ اور اسی طرح سے عیسائی صاحبان اپنے میں سے دو چار شخص چن لیں۔ اور باتفاق رائے طرز مباحثہ۔ اور مکان۔ تاریخ وغیرہ مقرر کئے جاویں ؛ پس اگر آپ کو یہہ منظور ہو۔ تو اطلاع فرماویں ؛ مسیحی دین کے بزرگوں کی طرف سے دو چار شخص شرائط قایم کرنے کے لئے اور ایک مباحثہ کرنے کے لئے منتخب کیا جاویگا ؛

باقی جو آپ نے میری بابت لکھا ہے کہ ”تم نئے پادری ہو اور اپنی سوسیٹی میں بھی تمہارا وہ اعتبار نہیں جو پرانے پادری کا ہے“ ایسی باتوں کے جواب دینے سے اس وقت میں اغماض کرتا ہوں۔ اس لئے کہ مبادا گفتگو کا رخ اور طرف پلٹ جائے۔ صرف اتنا عرض کر دیتا ہوں۔ کہ آیندہ ایسی باتوں سے آپ بھی پرہیز کریں تو بہتر ہوگا ؛ آپ کا نیازمند فتح مسیح ؛

یک نشد دو شد

پنجابیوں کو ہندوستان کے لوگ عموماً متلون مزاج کہا کرتے ہیں۔ کیونکہ کوئی مصلح یا ہادی دین کشور ہند کے کسی حصہ میں ظاہر ہو اُس کی رائے اور خیالات کا اثر جو کچھ پنجاب کے باشندوں پر نمایاں ہوتا ہے اور کسی جگہہ نہیں ہوتا چنانچہ سوامی دیانند کہاں پیدا ہوئے اور ان کی ایجاد آریا سماج کا عروج اور باہمی خانہ جنگیوں کا زور پنجاب میں ہوا ؛ شمع لٹھا تو پنجاب میں کسی عام جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک ضروری اور مختصر طریق ہے۔ اُس کا ذکر کرنا کیا ؛ برہم سماج کے بانی نے کہاں اپنی مہوائی بنیاد قایم کی اور اُس پر کیسی کیسی عالیشان عمارتیں پنجاب میں قایم ہوئیں۔ آفرین ہے پنجاب والو تم نے پہنک ایک دو سوا تین کیا اور ایک کے کئی سماج بن گئے۔ ہیر پھیر کوٹ پتلون ذات کرا در ترکی ٹوپی لگا اضلاع شمالی مغربی کے ایک تاریک گوشہ میں پڑا تھا۔ پنجاب والوں نے اُٹھا کر اُسے آنکھوں پر بٹھایا اور اُس کی پرورش میں حتی الوسع امداد دی۔ جن عالموں نے مختلف بر اعظموں کی طبایع کا مقابلہ کیا ہے اُن کا قول ہے کہ مختلف طبعی حالات کسی ملک کے باشندوں کی طبع کی ساخت پر بڑا اثر رکھتے ہیں۔ چنانچہ پنجاب میں کوہستان اور میدان نشیب و فراز کے اختلاف اور منطقہ حارہ سے باردہ کے موسم تک کے تغیرات کا اس علاقہ میں موجود ہونا یہاں کے باشندوں کے لوح دل کو نہایت جلد تاثیر پذیر بنا دیتا ہے ؛ اور پھر شروع تواریخ سے کس قدر معرکے اور خونریزیاں اس ملک میں ہوتی آئی ہیں۔ غیر سلاطین کے لئے پنجاب سارے ہندوستان کا دروازہ رہا ہے۔ ان تمام حالات کو مجموعی طور پر دیکھنے سے ہم ضرور سمجھ سکتے ہیں کہ پنجاب کے باشندے عموماً مستقل مزاج یا پختہ طبیعت والے نہیں ہو سکتے ؛ جن لوگوں نے پنجابیوں کے اس ضعف کا فائدہ اُٹھانا چاہا اُنہوں نے کسی نہ کسی غرض سے کوئی ایسا طریق اختراع کیا جس سے سادہ لوح عوام بآسانی معتقد ہو سکیں اور اپنا پیٹ بھی پلے۔ مذہب کا اثر انسان کے دل پر زبردست ہوتا ہے اور جو بات انسانی اعتقاد میں لپیٹ کر حلق سے اُتار دی جائے وہ کڑوی نہیں لگتی۔ بلکہ شاید کچھ عرصہ تک مرغوب معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہہ ہے کہ پنجاب میں دنیا کے مصلح اور ملہم بکثرت پیدا ہوا کرتے ہیں منجملہ اُن کے مرزا قادیانی بھی صاحب الہام ہونے کا دعوی کرتے ہیں ؛ اس دعوی کی تردید میں مدت سے تحریریں ہو رہی ہیں اور بعض نے تو نہایت بے رحمی سے اس کی قلعی کھول ڈالی ہے ؛

ہمکو تو مرزا صاحب نہایت سنجیدہ اور ذکی شخص معلوم ہوتے ہیں۔ اُن کے الہام اور پیشین گوئیوں کو ہم بناوٹی کیونکر کہیں؟ ہمارا کچھ عرصہ سے یہہ خیال رہا ہے کہ اکثر مرزا صاحب کو مرغن ضیافتیں کھانیکا اتفاق ہوا ؛ انسان آخر انسان ہے۔ منہہ میں مزا لگا ہاتھ نہ رک سکا۔ حلق سے دو لقمے زیادہ اُتر گئے۔ معدہ بھی کوئی لوہے کی تھیلی تو نہیں کہ جتنا چاہو اُس میں بے انداز بھرتے جاؤ۔ خیر ضعف معدہ تو ضرور ہو گیا ہوگا جس کے باعث دماغ اور اعصاب بھی ضعیف ہو گئے اور پھر ہر وقت دنیا کے تفکرات کے باعث دماغ کو کافی آرام بھی نصیب نہ ہوا۔ یہی وجہہ ہے کہ آپ ہمیشہ زرد رو اور پریشان خیال رہتے ہیں آخر

نوبت بایں جا رسید کہ جس بات کا خیال دل میں بند ہا ہا بستر پر سونے کے وقت وہی سامنے آموجود ہوا بیدار ہو کر ذرا تراش خراش کر ڈالی اور الہام کے نام سے مشتہر کر دیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں دیکھا دیکھی گھر گھر الہام ہونے لگ گئے۔ ۵ بجے میوہ زمیوہ رنگ گیرد۔ کہیں ڈاکٹر امانت خاں امرتسری ملہم اور کہیں بدر الدین فقیر کلووالی صاحب الہام۔ مگر سب سے بڑہ کے الہام کسی شیخ ولی محمد جون پیٹرولیس "لاہوری کا ہے جن کا ایک اشتہار اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ۱۳ مئی سنہ رواں کو بعد از نماز خواب میں محمد صاحب آپ کو نظر آئے اور فرمایا کہ "مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کلام اور بناوٹی الہام اور چال چلن وغیرہ سے خدا کو ناراض کیا ہے۔ عبد اللہ آتھم اُس کے کہنے کے موافق ہرگز نہ مریگا۔ وہ اپنے دعوےٰ کے بعد مسلمانوں کی نظر میں ذلیل اور خوار ہو گا کیونکہ عبد اللہ آتھم کی طرح وہ بھی حق پر نہیں ہے۔ میں نے عرض کی کہ یا حضرت اُس نے تو وعدہ کیا ہے کہ اگر عبد اللہ آتھم ۱۵ ماہ کے عرصہ میں نہ مرے تو میرے گلے میں رسی ڈال کر مجھکو کھینچا جاوے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو بھی مسلمانوں کو کہدے کہ مجھکو آنحضرت نے فرمایا ہے کہ عبد اللہ آتھم مرزا کے کہنے کے موافق ہرگز نہیں مرے گا۔ اور اگر وہ مر جائے تو میرے گلے میں رسی ڈالکر مجھکو کھینچا جائے ...... لہذا میں سب خاص و عام کو حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق اطلاع دیتا ہوں کہ اگر یہہ میرا خواب سچا نہو تو بے شک میرے گلے میں رسی ڈالکر مجھکو کھینچا جاے۔ الخ"۔ اس کے بعد شیخ صاحب موصوف مرزا صاحب سے استفسار فرماتے ہیں کہ "جناب مرزا صاحب آپ تو اپنے رسالہ نور الحق کے جواب لکھنے والے کو پانچ ہزار روپیہ انعام دیتے ہیں لیکن آپکے الہام کے مقابلے پر اگر میرا خواب سچا ہو تو آپ مجھے کے ہزار روپیہ انعام دیں گے الخ"۔ لیجئے ناظرین فراہٹ کے رہنما الہام کی ٹکریں ہونے لگیں۔ شرطیں بدبد کر الہام ہو رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو کوئی وجہہ نہیں کہ ہم شیخ صاحب کے الہام کو رد کریں اور مرزا صاحب کے الہام کو قبول کریں۔ ہم تو دونوں صاحبوں کو ایک ہی قبیل کے بات سمجھتے ہیں۔ اور جیسا آپکے اشتہار سے مترشح ہوتا ہے شیخ صاحب چشم بد دور ظاہر و باطن میں ایک سے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ تو پھر اُن کو ناحق دروغگوئی سے کیا غرض مقصود ہوگی ::

اب اول سوال دل میں یہہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم ان ہردو صاحبوں کو راست گو متصور کریں تو الہام میں تناقض کیونکر وارد ہوا؟ ہم تو صاف کہیں گے کہ ہمیں تو ٹھیک ہی معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں سنذ یدۃ القوی ذو مرۃ والے الہام کی آتی ہے (دیکھو اس کی مدلل اور مفصل تشریح توزین الاقوال میں صفحہ ۴۲ سے ۵۰ تک) اور کوئی صورت اس مشکل کو حل کرنے کی نظر نہیں آتی :: ناظرین اس میں شک کی کوئی گنجایش ہے؟ +

دوسری مشکل یہہ بڑی ہے کہ ان ہردو مدعیان الہام میں سے ایک کی بات تو ضرور سچی نکلے گی :: اس سے عوام کیا نتیجہ نکالیں گے۔ اس وقت خصوصاً کلکتہ کے مارواڑیوں میں بارش کا جوا زوروں پر ہے جس میں ہر روز لاکھوں کے وارے نیارے ہوتے ہیں۔ کیا معاملہ زیر بحث کچھ ویسی ہی صورت نہیں رکھتا خیر اس کا نتیجہ جو ہو سو ہو ہم عوام کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ڈپٹی آتھم صاحب کی زندگی یا موت پر کسی مذہب کی صداقت موقوف نہیں ہو سکتی :: اگر میعاد مقررہ کے اندر خدا نے اُن کو بلا لیا تو ہم مرزا صاحب کو ایک رمال قیافہ شناس سے بہتر تصور نہ کریں گے۔ کیونکہ معجزے یا پیشین گوئیاں اگر کسی راستی کی مثبت اور موید نہوں تو در خود حیرت پیدا کرنے کا سامان تو ہیں۔ اصلی مدعا اُن کا کسی راست تعلیم کے شہادت دینا ہے :: سو اگر کوئی پاکیزہ تعلیم یا صداقت مرزا صاحب کے ہاتھ پلے نہیں تو اُن کی پیشین گوئی کی تکمیل اُن کے مذہب کی صداقت کی دلیل بھی نہیں ہو سکتی :: اول قرآن اور محمد صاحب کا منجانب اللہ ہونا ثابت کریں۔ بعد میں اُن کی کرامات بھی دیکھ لیں گے :: اگر مرزائی الہام درست نہ بیٹھا تو عیسائیوں کے لئے یہہ کوئی مسیحی مذہب کی سچائی کا ثبوت نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ ہم تو قائل ہیں کہ حق اپنے ثبوت کے لئے کسی ایسی شرط کی ہار جیت کا محتاج نہیں :: ہاں مرزا صاحب کے حق میں جو اس کے نتایج ہوں وہ خود سنبھالیں گے +

تیسری مشکل اس معاملہ میں یہہ ہے کہ اگر یہہ ہردو صاحبان اپنی اپنی پیشین گوئی کی صداقت کے ثبوت میں رسی گلے میں ڈالکر لٹکائے جانے پر تلے بیٹھے ہیں تو اول تو یہہ مجوزہ سزا بجائے خود ایک بچوں کا کھیل ہے :: کیونکہ سرکار انگریزی کے راج میں کون کسی انسان کو پھانسی دیکر خود سزا سے بچ سکتا ہے۔ چہ جائیکہ کسی کو کہا جائے کہ آ بالارادہ قتل انسانی کا مرتکب ہو۔ ہم پوچھتے ہیں کہ ان جان نثاروں کے گلے میں رسی ڈالکر کھینچنے کی جرأت کون کرے گا۔ اور کیا سرکار ایسے شخص سے قتل انسان کا مواخذہ نہ کریگی؟ ہمارے پنجاب کے ملہم بھی عجیب سادہ لوح ہیں +

خیر ہم ان ہردو پھانسی کے طالبوں کو یہہ صلاح تو نہیں دے سکتے کہ یہودا اسکریوطی کی طرح خود اپنی مشکل آسان کرلیں کیونکہ اس سے دنیا کو کیا حاصل ہوگا اور وہ خود بھی اپنی روحیں برباد کریں گے۔ بہترین طریق تو یہہ ہے کہ جبتک قبولیت کا در کھلا ہے۔ توبہ کر کے اُس خدا کی طرف پھریں جو کسی گنہگار کی موت نہیں چاہتا۔ بلکہ یہہ چاہتا ہے کہ سب اپنی بدی سے باز آئیں اور جئیں +

راقم
(ڈاکٹر) عنایت اللہ ناصر

غور طلب

اے آؤ اے دولتمندو اُن آفتوں کے سبب سے جو تمپر آنیوالی ہیں چلا چلا کے رؤو۔ کیونکہ تمہارا مال سڑ گل گیا اور تمہارے کپڑے کیڑے کھا گئے + یعقوب ۵: ۱ و ۲ +

واقعات [illegible]

خوفناک حادثہ

نامہ نگار نور افشاں لکھتے ہیں کہ ۲۰ تاریخ جولائی ۹۴ء کو ڈیرہ نانک کے پاس دریائے راوی میں قریب ۲ بجے پار کی طرف سے کشتی روانہ ہوئی۔ اور چونکہ بسبب طغیانی دریا کے ایک دو دن بیشتر کشتی رکی رہی تھی اس لئے کثرت سے راہ گذر جمع ہو گئے تھے۔ اور کشتی ایسی بھری ہوئی تھی۔ کہ کیا بیان کیا جاوے ۔۔ جب نصف راہ سے ذرا اس طرف کشتی آئی تو یک لخت کشتی والوں نے ایسا شور مچایا۔ اور دہشتناک آوازیں دیں۔ کہ جو لوگ دریا کی اس طرف کھڑے تھے ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔۔ بعض وجہ شور کچھ بیان کرنے لگے۔ اور بعض کچھ۔ ہنوز کسی نے اپنا بیان پورا نہیں کیا تھا۔ کہ کشتی نے غیر معمولی جنبش کھائی۔ اور کشتی والوں کی صدا آسمان تک پہنچی۔ دریا خدا! ہائے مارا کوئی مدد! مختلف آوازیں کشتی میں سے آئیں اور کنارے والے پکار اٹھے رہائے کشتی! کشتی گئی" دو منٹ میں کشتی دریا کی تہہ میں جا بیٹھی ۔۔ اس وقت بعض تو خود دریا میں کود گئے۔ بعض کو دریا نے کشتی سے نکال پھینکا۔ اس وقت عجیب ہیبتناک ماجرا نظر آیا۔ اور دل میں ایسی رقت پیدا ہوئی کہ جس کا بیان قلم سے نہیں ہو سکتا۔ کئی جوان خوش رنگ۔ کئی عورتیں جن کے ساتھ شیر خوار بچے تھے۔ کئی صاحبان دو ایک پل کے پل میں سامنے غوطے کھا کر مر گئے ۔۔ اتنے میں ایک اور ماجرا نظر آیا کہ کشتی ہلکی ہوکر پھر ابھر آئی۔ جس میں بہتیرے مرد اور عورتیں موجود تھے۔ مگر سب چپ چاپ۔ سب نے کشتی کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا ۔۔ دو چار منٹ کے بعد جب اُن کو کچھ ہوش آیا تو پھر رونے اور چلانے کی آواز آنے لگی۔ کنارے کے لوگ حیران کھڑے تھے کہ کریں تو کیا کریں۔ گو ہاتھ پاؤں بہتیرے مارتے تھے۔ مگر کچھ بن نہیں پڑتا تھا ۔۔ لوگ خیال کرنے لگے۔ کہ اگر یہہ لوگ جو کشتی میں ہیں مضبوطی سے کشتی کو پکڑے رکھیں تو بچ رہیں گے بعض نے اُس کے خلاف کہا۔ کہ اتنے میں کشتی الٹ گئی ۔۔ کچھ آدمی تو کشتی کے نیچے آ گئے۔ اور کچھ اُس کی دوسری طرف چمٹ گئے آگے جا کر کشتی تھوڑے پانی میں جا کر ٹھہر گئی۔ مگر دریا کے دونوں کنارے کشتی سے بہت دور تھے۔ اور پانی کثرت سے تھا ایسا کہ اچھا پیراک بھی مشکل سے وہاں پہنچ سکے۔ اتنے میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس منشی ولایت اللہ خان صاحب معہ کئی ایک شہر کے رئیسوں کے کنارے پر آ پہنچے صاحب موصوف نے اُس وقت اُن لوگوں کو جو کشتی کے ساتھ چمٹے پڑے تھے۔ بچانے میں وہ ہمت اور وہ جوانمردی دکھلائی کہ ہر طرف سے آفرین صد آفرین کی صدائیں آتی تھیں ۔۔ انسپکٹر صاحب کسی کو انعام کے وعدے۔ کسی کو سرکار سے سارٹیفکیٹ دلانے کے وعدے۔ کسی کی منت کرتے تھے۔ تاکہ ان ستم رسیدوں کو بچا دیں ۔۔ پس اُن کے ابھارنے سے۔ اور انعام کے لالچ سے کئی ایک جوان۔ موٹی موٹی لکڑیاں لے کر توکل بر خدا کہکر دریا میں کود پڑے۔ اور اُن اجل رسیدوں کو ان لکڑیوں پر ایک ایک دو دو ڈال کر لے آئے ۔۔ غرض ۱۵ آدمی انسپکٹر صاحب کی مدد سے گویا موت کے منہہ سے چھڑائے گئے ۔۔ سنا گیا ہے کہ قریب ۱۵۰-۲۰۰ آدمی کشتی میں تھے۔ جن میں ۷۰ یا ۷۵ کے قریب بچ گئے ۔۔ ہمیں امید ہے کہ جناب ڈپٹی کمشنر گورداسپور ان لوگوں کو جن کے ساتھ منشی ولایت اللہ خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے انعام اور سندات کا وعدہ کیا ہے ضرور یاد کریں گے۔ اور سب لوگوں کی جنہوں نے ان کی مدد کی تعریف کریں گے +

(الکٹری سٹی)
(بجلی)

یہہ وہی چیز ہے جو بجلی کی صورت میں بادلوں میں چمکتی ہے اُسی سے تار کی خبر ایک شہر سے دوسرے شہر تک اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک نہایت جلدی پہنچتی ہے ۔۔ اسی سے ٹیلیفون کے ذریعہ ایک آدمی لنڈن میں اور دوسرا پیرس میں آپس میں بات چیت کر سکتے ہیں ۔۔ اُس کی چمک سے آجکل بہت کام نکلتا ہے یعنے چراغ کے طور پر وہ بڑے شہروں کے بازاروں اور گھروں میں روشنی دیتی ہے ۔۔ بعض جگہ ریل گاڑیاں بھاپ کی عوض الکٹری سٹی کے ذریعے چلتی ہیں اور امریکہ میں یہہ بندوبست ہوا ہے کہ آگ یا گرم پانی سے نہیں پر الکٹری سٹی سے جاڑے کی موسم میں گدیوں کی اندر کی ہوا گرم کی جائے اور برابر گرم رہے ۔۔ ایک اور نئی بات یہہ ہے کہ جرمنی کے بادشاہ نے ایک ایسی سواری کی گاڑی اپنے واسطے بنوائی ہے کہ جس کی رات کو بڑی رونق ہوتی ہے کیونکہ نہ صرف گاڑی میں بڑے بڑے چراغ لگے ہیں پر کئی اُن کے ساز پر بھی چھوٹے چھوٹے چراغ بجلی سے چمکتے ہیں +

جیپور میں بہت برسوں سے گیس کی روشنی ہوتی تھی پر بیکانیر کے محل میں الکٹری سٹی کے چراغوں سے رات دن کے برابر ہو گئی ہے + (دہتارتھ پترکا)

جنگ چین وجاپان +

چین اور جاپان کی جنگ کے متعلق دونوں ملکوں کی جنگی طاقت پر اخباروں میں بحثیں ہو رہی ہیں اور عام رائے یہہ ہے کہ چین ہر چند بہت گرانڈیل اور کثرت رعایا سے پیچ پچ اور لت پت ہے لیکن جاپان بمقابلہ اس کے مغربی ترقی کے حیرت انگیز

جوہروں سے آراستہ ہے:۔ فی الحقیقت ملک جاپان کی یہہ کیفیت ہے کہ جہاں ابھی چار دن ہوئے چاروں طرف تاریکی گھری ہوئی تھی۔ جس کے باشندے زمانہ حال کی ترقیوں سے نابلد محض تھے جسکی حکومت نیم وحشی کے خطاب کی مستوجب تھی۔ جہاں انسان پیدل یا گھوڑے ہی پر سفر کرسکتا۔ جہاں صرف چوپایوں کی پیٹھ اور انسان کے شانے باربرداری کے واسطے مقرر تھے" جہاں انسان کا سارا سلح خانہ ٹوٹی پھوٹی کرچی اور زنگ خوردہ تلواریں فراہم تھا دہاں ۲۵ سال کے عرصہ میں تہذیب اور ترقی کا مہر جہاں تاب نصف النہار پر پہنچا ہوا اپنی جلالت و عظمت دکھارہا ہے۔ باشندے سوشل اور پولیٹکل جامۂ تہذیب سے مخلع پائے جاتے ہیں۔ حکومت اور سلطنت مہذب اور شائستہ اصول پر قایم ہے۔ وہاں ریلوے ٹرینیں دھڑلے سے دوڑتی ہیں تار زمانے سے جاری ہے۔ ٹیلیفون نے چہل پہل پیدا کر رکھی ہے اور آج وہی مٹیا پھوس تلوار والا جاپانی اعلیٰ سلاح سے اونچی بنا ہوا ہے۔ کسی ملک کو اصلی اور اہم اصلاحیں کبھی نصیب ہی نہیں ہوئیں جبتک انقلاب کا طوفان بے تمیزی سالہا سال تک موجزن نہ رہ چکا ہو۔ طلاطم امواج حوادث سے عافیت عامہ کے جہاز بادبان شکستہ کا تختہ تختہ تھپیڑے نہ کھا چکا ہو اشرف المخلوقات انسان کے خون کے دریا نہ بہہ گئے ہوں اور اُس کا پاک جسم برسوں کے واسطے دعوت زاغ و زغن نہ رہا ہو اور بغیر مسیحائے رفاہ و فلاح اصلاح و تہذیب نے سیکڑوں برس تک بے اذنی کا عمل اسیر دم نہ کیا ہو:۔ مگر واہ رے جاپان اُس کی خوش قسمتی پر رشک آتا ہے۔ اُس نے بغیر کسی ایسی کھکھیڑ اُٹھائے مزے سے اس جین کی میٹھی نیند میں ایک جھپکی لی اور کایا پلٹ ہوگیا۔ اُس کی بری اور بحری فوج آج کل کے یورپین طریقے سے آراستہ اور جدید سلاح سے پیراستہ ہوگئی جہاں تک خبریں معلوم ہوئی ہیں اُن سے پایا جاتا ہے چین بڑی گرمی کے ساتھ تیاری کررہا ہے اور اُسے حکم دیا ہے کہ لڑائی چھڑنے کے وقت ہر صوبہ بیس ہزار آدمی مہیا کرے اور نان کن اور

کنٹان کی فوج جاپان کا محاصرہ کرے:۔ ظاہر ہے کہ چین کی آبادی نہایت گنجان ہے اور اُس کو بیس ہزار فی صوبہ مہیا کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر گفتگو اس میں ہے کہ آیا بروقت جنگ بھی اچھا کام دے سکیں گے یا نہیں۔ حال میں جو حالیہ چینی فوج کی ایک خوش طبع روسی نامہ نگار نے ایک اخبار کو لکھی ہے اُس کا خلاصہ یہہ ہے کہ:۔ "تقریباً دو سو سپاہی میانہ قد سے یونہیں اونچے اور مضبوط تھے۔ سر گھٹا ہوا۔ نیلی وردی۔ سینے پر سفید تختی لگی ہوئی۔ پاجامے باریک کپڑے کے نیچے سے چوڑے اور لمبائی میں کم اور چند سپاہیوں کے سر پر سینگ کی ٹوپی اور باقی سر ننگے لمبی چوٹیاں سر پر گول گندھی ہوئیں۔ پاؤں میں جراب کیا معنے جوتا تک ندارد۔ ٹانگوں میں صرف سیاہ چیتھڑے لپٹے ہوئیں سلاح کا یہہ حال کہ بعض کے پاس لمبے لمبے بانس تھے جنکے سروں پر دھات کی لمبی لمبی کیلیں جڑی تھیں۔ بعض کے پاس تیر اور ترسول اور بعض کے پاس چینی بندوقیں تھیں۔ جن کا توڑا گمگرگندہ وغیرہ کچھ نہیں۔ ان پر لال رنگ کی چٹ لپٹی تھی کہ ہاتھ نہ جلیں۔ داغنے کا یہہ قاعدہ کہ چھتیا کر نہیں لگاتے یونہیں الٹکل پچو چھوڑ دیتے ہیں" اس کے مقابلے میں جاپان کی فوج یورپین طریقے سے آراستہ و پیراستہ ہے اور اُس کے ہاں بجائے قدیم تلواروں اور تیر کمان کے اب وہی سلاح ہیں جو آجکل یورپ کی افواج رکھتی ہیں اور اُسی قدر قواعد دان اور فن حرب سے آگاہ ہے:۔ چین اور جاپان کی بحری طاقت حسب ذیل تحقیق کی گئی ہے۔ چین کے پاس نئے فیشن کے پانچ زرہ پوش جنگی جہاز ہیں۔ آٹھ ہزار ٹن وزنی۔ ۸ سے ۱۴ انچ موٹا لوہا مڑھا ہے۔ کارخانہ کرپ کی توپوں سے آراستہ رفتار ۱۰ سے ۱۶ ناٹ فی گھنٹہ اور ایک پرانا جہاز دو ہزار ٹن کا ہے۔ بے زرہ کے چینی جہازوں کی تعداد پچیس ہے جن میں ۲۱ نئی وضع کے ہیں ۱۳ سے ۱۹ ناٹ تک رفتار ہے:۔ جاپان کے پاس آٹھ جہاز زرہ پوش ہیں اور ۲۳ جہاز غیر زرہ پوش ہیں۔ اول الذکر پر بارہ انچ لوہا مڑھا ہے رفتار ۱۷ ناٹ سے زیادہ بعض کی

۱۹ ناٹ ہے۔ کارخانہ کرپ کی گرانڈیل توپیں ہیں۔ ۴ ہزار ٹن وزنی ہیں۔ ۲۳ جہازوں غیر زرہ پوش ہیں ۱۴ ناٹ فیشن کے ہیں۔ رفتار ۲۳ ناٹ۔ ۱۵ ہزار گھوڑوں کی طاقت کے انجن:۔ غرض اس مقابلہ سے ظاہر ہے کہ جہاں تک بحری طاقت سے تعلق ہے جاپان بمقابلہ چین کے بہت مضبوط ہے۔ چین میں ایک نقص اور ہے کہ تعمیل احکام میں بہت تاخیر کی جاتی ہے اور کوئی چیز لیس و تیار نہیں ہوتی اس نقص کے باعث چینی طاقت بالکل حقیر نظر آتی ہے اور مغربی طریق کے مقابلہ میں اس کی کچھ وقعت پائی نہیں جاتی بہرحال روس نے چین کا ساتھ دیا ہے اور روس نے ظاہر کیا ہے کہ ہم انگلستان کو جزیرہ ہملٹن پر قبضہ نہیں کرنے دیں گے جس سے ظاہر ہے کہ انگلستان کے فواید بھی وابستہ ہیں اگر روس کی طرف سے اِس جھگڑہ میں چین کی مدد خلاف فواید انگلستان کے کیجاویگی تو انگلستان کو مجبوراً جاپان کا ساتھ دینا پڑیگا اور اس حالت میں آسٹریا کی طاقت بھی بہت کام آئیگی اور روس کی طاقت کا بخوبی و بوجہ احسن قلع و قمع کیا جاویگا۔

ریلوے کی ٹکر

۲۸ جولائی کو جی آئی پی ریلوے کے سٹیشنوں تالیگاؤں اور کھر کالہ کے درمیان ایک مالگاڑی اور مسافر گاڑی میں باہم ٹکر ہوگئی۔ مالگاڑی بمبئی کو جاتی تھی اور مسافر گاڑی پونا کو آتی تھی اگر مسافر گاڑی کا پارسی ڈرائیور عین وقت پر ویکیوام بریک سے کام نہ لیتا تو ٹکر سخت بربادی بخش ہوتی۔ خوش قسمتی سے نقصان تھوڑا ہوا۔ دونوں انجن بیکار ہوگئے اور بعض مسافروں نے درجہ سوم نے کسی قدر چوٹیں کھائیں۔ بمبئی ہائیکورٹ کے آنریبل راناڈے صاحب اسی ٹرین میں سوار پونا کو آتے تھے کہ ایک فوجداری مقدمہ کے متعلق شہادت دینا تھی۔ ان کے جبڑے پر چوٹ آئی اور مس میسکو صاحبہ کے کئی دانت ٹوٹ گئے اور ایک آنکھ بھی زخمی ہوئی۔ گارڈ میسکو کا شانہ اُتر گیا اور میم صاحبہ میسکو کو بھی سخت صدمہ اُٹھانا پڑا۔ جی آئی پی ریلوے

ہندوستان کی دیسی عیسائی دختروں کی بغاوت

اخبار عام کے کسی نامہ نگار "خیر خواہ دین عیسوی" نے لکھا ہے کہ :- انگریزی تعلیم جو دیسی عیسائی دختروں کو دیجاتی ہے اس سے بجائے اخلاق سیکھنے کے دختروں میں بد اخلاقی پیدا ہو جاتی ہے: اس لکھنے سے میرا منشا یہہ نہیں ہے کہ دختروں کو تعلیم نہ دیجاوے۔ بلکہ صرف یہہ ہے کہ واجبی تعلیم دیجاوے انگریزی تعلیم سے دیسی عیسائی دختروں کا دماغ اس قدر پراگندہ ہو گیا ہے کہ وہ آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور اپنے فرائض او حقوق کا کچھ بھی خیال نہیں کرتی ہیں: سبب اس کا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جن کے والدین ؏ روپے تنخواہ پانے میں وہ اپنا پیٹ کاٹ کر اور سب تکلیفیں اُٹھا کر اپنی دختروں کو اُس سکول میں بھیجتے ہیں جہاں انگریزی تعلیم بخوبی دیجاتی ہو تا کہ انکی لڑکیاں اپنے فرائض اور حقوق سے بخوبی واقف ہو کر آرام سے اپنی زندگی بسر کریں مگر نتیجہ اس کے برعکس نکلتا ہے کیونکہ۔

(۱) جب تک دختر گھر میں رہی والدین کو اس قدر مقدرت نہ تھی کہ اچھا کپڑا پہننے کو دیں اور جب سکول میں گئی تو وہاں تو سکول کے دستور کے موافق دینا پڑا: اسکول کا دستور جہانتک مجھے معلوم ہے یہہ ہے کہ وہاں ایک سکول لسٹ ہوتی ہے اور اُس میں سب کچھ درج ہوتا ہے کہ اسقدر جوڑے کپڑے اور علاوہ اس کے موزے اور جوتے بھی جو کہ گھر میں نصیب نہ ہوئے ہوں ملنے چاہئیں +

(۲) جب دختر کچھ عرصہ تک سکول میں تعلیم پا لیتی ہے تو اُس کے حالات میں اور مزاج میں بھی تبدیلی ہو جاتی ہے سکول کا قاعدہ ہے کہ وہاں انگریزی بولنے کی سخت ضرورت ہے بلکہ یہانتک سُنا گیا ہے کہ سوائے اتوار کے وہ اردو بول نہیں سکتیں اور جب لڑکیوں کو بخوبی انگریزی بولنا آگیا۔ تو انکا یہہ حال ہو جاتا ہے کہ جب سکول کی چھٹیوں میں اپنے والدین کے گھر آتی ہیں۔ تو جب والدین ان سے کچھ کام کرنے کو کہتے ہیں تو وہ جواب میں یہہ لفظ استعمال کرتی ہیں "ہمارے کپڑے میلے ہو جاویں گے" جبپر یہہ جواب سنکر والدین بیچارے خاموش ہو جاتے ہیں: پھر اگر کسی اور کام کی ضرورت پڑنے پر دختر سے کہا جاوے کہ بیٹا یہہ کام تو کر لینا تو مس صاحبہ جواب میں فرماتی ہیں کہ "جبتک ہم اسکول میں رہتی ہیں سوائے لکھنے اور پڑھنے کے ہمیں کچھ کام نہیں کرنا پڑتا ہے لیکن جب ہم گھر پر آتی ہیں تو والدین ہمیں وہ کام بتلاتے ہیں جس سے ہمیں نفرت آتی ہے اس لئے ہمارے لئے بہتر ہوتا اگر ہم ہمیشہ سکول میں ہی رہا کرتیں" خیال کرنا چاہئے کہ انگریزی تعلیم نے کہاں تک دماغ کو اونچا کیا کہ انہوں نے اپنے والدین کی اُس محبت اور پیار اور زیر باری خرچ کا جو اُنہوں نے اسکی پرورش اور تعلیم میں اُٹھایا ہے یہہ اجر دیا: میری رائے میں سراسر لڑکیوں کا بھی قصور نہیں ہے۔ بلکہ زیادہ تر قصور ان کے والدین کا ہے جنہوں نے اپنے طمع کی خاطر یہہ کام کیا۔ کیونکہ بعض دیسی عیسائیوں کا خیال ہے کہ ہماری لڑکیاں جب خوب انگریزی پڑھ لکھ جاینگی تو ہم اُن کی شادی کسی یورپین یا یوریشین خاندان میں کریں گے اور اُن کے سبب سے ہماری بھی عزت ہوگی اور ہم بھی یورپین یوریشین خاندان میں شامل ہو جاویں گے: یہہ بیہودہ خیال بہتوں کے دل میں جوش مارتا ہے۔ مگر یہہ بیفائدہ ہے: علاوہ ازیں بد دماغی کا حال سنئے۔ کہتے ہیں کہ ایک صاحب نے جو ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں کام کرتے تھے ایک دیسی عیسائی کی لڑکی کو جو شادی کے لائق تھی ایک خط بھیجا کہ میں آپ سے شادی کا خواستگار ہوں اور یہہ سب حال لکھدیا کہ میں دفتر میں کام کرتا ہوں اور فی الحال مجھکو للعہ روپیہ تنخواہ ملتے ہیں: مس صاحبہ نے جواب لکھ بھیجا کہ اتنی قلیل تنخواہ میں تو میرا ایک ڈرس بھی تیار نہ ہوگا: وہ بیچارے خاموش ہو رہے: ذرا خیال کرنا کہ انگریزی تعلیم نے کہاں تک دماغ کو اونچا کیا +

کپڑے پہننے کا طریقہ جو دیسی عیسائیوں کی لڑکیوں میں پایا گیا ہے وہ یورپین اور یوریشین گرلز سے بھی نرالا ہے: یورپین یا یوریشین گرلز سیر یا گرجا یا ضیافت میں جانے کے وقت اپنا بناؤ سنگار جیسا کہ مناسب ہوتا ہے کرتی ہیں اور گھر پر اپنے معمولی کپڑے رکھتی ہیں۔ لیکن ہماری دیسی گرلز کا یہہ دستور ہے کہ رات دن بلٹ کمر میں اور کالر گردن میں اور موزہ جوتی چڑھا رہتا ہے اور بلٹ اور کالر بیچارا تو چارپائی پر بھی نہیں اُترتا نہ معلوم کہ بیچارے بلٹ اور کالر سے کیا خطا ہوئی ہے +

ایک اور خوبی بھی سنئے۔ ایک لڑکی کا ذکر ہے کہ جب وہ سکول سے اپنے والدین کے گھر آئی۔ تو اپنی ماں سے کہتی ہے "والدہ صاحبہ تمہارے گھر سے تو ہمارے سکول کا پاخانہ اچھا ہے" یہہ انگریزی تعلیم ہے جو والدین اپنی دختروں کو دیکر یہاں تک ندامت اُٹھاتے ہیں +

ایک لطیفہ انگریزی تعلیم کا اور سُنئے۔ ایک دیسی عیسائی کی مس صاحبہ ڈاکٹری پاس کر کے بمشاہرہ ؏ ماہوار نوکر ہو کر لاہور سے دوسرے شہر کو چلی گئی: جب کچھ عرصہ کے بعد ماں کی محبت نے بیٹی کی طرف سے دل میں جوش مارا کہ بیٹی کا کوئی خط نہیں آیا نہ معلوم کیا سبب ہے اس سبب سے ماں بیٹی کے ملنے کو چلی: جب شہر میں پہنچی تو زنانہ ہسپتال کو دریافت کر کے بعد ... وقت وہ بیچاری محبت کی ماری بیٹی کے پاس پہنچی مگر وہاں بیٹی صاحبہ نے ماں کو آتے دیکھکر منہ پھیر لیا تھا۔ کیونکہ مس صاحبہ ٹوپی پہنے ہوئے تھیں اور والدہ بیچاری اپنے پرانے فیشن کے کپڑے رکھتی تھی: ماں نے یہہ سمجھا کہ اس وقت میری بیٹی کو بہت کام ہے اور صرف یہہ دریافت کر کے کہ مس صاحبہ کس مقام پر رہتی ہیں سیدھی مس صاحبہ کے مکان کو چلی گئی: جب بیٹی کام سے واپس آئی تو نوکروں نے کہا کہ مس صاحبہ ایک عورت آپکی تلاش میں دیر سے بیٹھی ہے

چونکہ بیٹی نے تو پہلے ہی سے دیکھ لیا تھا جواب دیا کہ کوئی بیمار عورت دوا لینے کے واسطے آئی ہوگی - کیا خوب والدین اپنی لڑکیوں کو انگریزی تعلیم اسی واسطے دیتے ہیں کہ وہ اپنے بھلے چنگے والدین کو بیمار بتا دیویں! +

اب دینی خیالات کا حال سنئے (۱) ان کے نزدیک گرجا جانے کی نسبت بناؤ سنگار کا کرنا زیادہ ضروری ہے - کیونکہ اکثر دیکھا گیا کہ اکثر مس صاحبہ گرجا دیر سے پہنچتی ہیں اور بعد میں یہی ذکر کیا کرتی ہیں کہ مجھے تو کپڑے پہنتے دیر ہو گئی - (۲) سرد مہری کا یہہ حال ہے کہ اگر انکا کوئی رشتہ دار بھی قریب المرگ ہو اور ان سے درخواست کرے کہ بیٹی مجھے اُٹھا کر بٹھلا دو - یا ذرا پانی پلا دو تو یہہ ہرگز قدم پلنگ سے نہ اُتاریں گی اور دوسروں سے ہی کہتی رہینگی کہ تم اُٹھا کر بٹھلا دو - یا پانی پلا دو - یہہ رحمدلی آجکل کی تعلیم یافتہ دختروں میں پائی جاتی ہے +

۲۲ جون ۱۸۹۵ء اخبار وفادار کے پڑھنے سے مجھے ایک بڑی نصیحت حاصل ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ انسان اپنی اصلی حالت کو بہت جلد بھول جاتا ہے اور یہہ بالکل سچ ہے کہ اگر ہمارے دیسی عیسائی بھائیوں کی دختریں ذرا اس بات پر خیال کریں کہ ہماری ملکہ معظمہ کا زمانہ لڑکپن کس طرح بسر ہوا ہے تو وہ ضرور اپنے افعال پر نادم ہونگی :: اخبار مذکور کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ملکہ معظمہ کے عہد لڑکپن میں اُن کی والدہ کو ان کی بابت کلی اختیار حاصل تھا اور وہ ان کو کھانے کے لئے سادہ اور معمولی کھانے اور پہننے کے لئے معمولی اور سادہ کپڑے دیا کرتی تھیں : ایک بات جو اُن کو سکھلائی گئی تھی وہ یہہ تھی کہ چھوٹے اور بڑوں کے حقوق کا خیال رکھیں اور اگر کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ بھی ان کو سلام کرے تو ہاتھ ماتھے پر رکھ لیویں :: تہذیب بھی اسی کا نام ہے نہ کہ جو آجکل کے دیسی عیسائیوں کی دختروں میں پائی جاتی ہے - کہ اگر ان کا کوئی رشتہ دار جو عمر میں بھی ان سے بڑا ہو ان سے ملے تو یہہ اسی انتظار میں رہتی ہیں کہ یہی ہمکو سلام کرے تو کرے ورنہ ہمیں کیا غرض ہے +

پس اب اے مسیحی بھائیو - کمترین کی درخواست ہے کہ تم بھی اپنی بیٹیوں کو واجبی تعلیم دو اور شروع میں اخلاق وغیرہ کا ایسا ہی خیال رکھو جیسے ہماری ملکہ معظمہ صاحبہ کی والدہ رکھا کرتی تھیں - تاکہ تمہاری لڑکیاں دُنیا میں ہر قسم کے آرام سے بہرہ ور ہوں اور عیش سے زندگی بسر کریں آئیندہ آپ صاحبوں کو اختیار ہے بقول شخصے ع بر رسولاں بلاغ باشد و بس +

مقدمہ اخبار ایڈووکیٹ +

لکھنؤ کے مقدمہ لائبل میں یہہ دیکھکر تسلی ہوتی ہے کہ اخبار ایڈووکیٹ کی طرف سے کوئی نشان کمزوری یا لغزش کا ظاہر نہیں ہوا حالانکہ مدعی وہیں کے سشن جج ہیں :: بنائے مقدمہ یہہ ہے کہ مسٹر راس صاحب نے دوران مقدمہ عدالت میں ایک گواہ کے کان پر مکا رسید کیا یا نہیں کیا - اخبار ایکسپریس نے سب سے پہلے یہہ خبر شایع کی کہ مکا مارا ہے لیکن دوسری ہی اشاعت میں اس خبر کی تردید لکھکر عقب گذاری کی - اخبار ایڈووکیٹ نے ہر چند پہلے اس خبر کو ایکسپریس سے لیا تھا لیکن بعد میں بعد ایکسپریس کے تردید کرنے اور معافی مانگنے پر اپنی ہٹ کو قایم رکھا اور ذاتی شہادت پر اُس خبر کی تصدیق اور تصریح شایع کی :: اڈیٹر صاحب نے لکھا ہے کہ اس مقدمہ کے وقت وہ خود اجلاس میں تشریف رکھتے تھے اور پاکٹ بک میں رپورٹ قلمبند کی تھی اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ صاحب سشن جج بہادر نے پہلے تو گواہ کو سخت سُست کہا اور ازاں بعد کرسی عدالت سے اُٹھکر ایک مکا اس کے کان پر رسید کیا - اخبار ایڈووکیٹ نے اس رپورٹ کی نقل جہانتک مقدمہ زیر بحث سے متعلق تھی درج اخبار کر دی اور اُس کے متعلق جو خط و کتابت قبل چلنے مقدمہ کے درمیان مسٹر راس صاحب و اڈیٹر صاحب کے ہوئی تھی وہ بھی چھاپ دی تھی :: اول پیشی کی تاریخ ۹ - اگست ہے اور مقدمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے روبرو دائر ہے :: اڈیٹر صاحب ہی پروپرائٹر اخبار ہیں اور اردو اخبار ہندوستانی کے بھی مالک ہیں - اُنہوں نے بوساطت مسٹر حامد علی خان بیرسٹر صاحب کے بخدمت نواب لفٹنٹ گورنر ایک عرضداشت ارسال کی اُس میں لکھا کہ مسٹر راس سکاٹ صاحب چونکہ لکھنؤ ہی کے ڈسٹرکٹ اور سشن جج ہیں اور مقدمہ بھی یہیں دائر ہے جس کے وہ خود مدعی ہیں پس مناسب اور مقتضی انصاف یہہ ہے کہ تا انفصال مقدمہ صاحب موصوف کو لکھنؤ سے تبدیل کیا جاوے - اس کے جواب میں مسٹر جے ڈبلیو ٹیسٹ صاحب چیف سکرٹری بہادر نے لکھا ہے کہ اس درخواست کے منظور کرنے کی کافی وجہہ ظاہر نہیں کی گئی ہے - مقدمہ ایام رخصت مسٹر مولک صاحب میں مسٹر درہ صاحب ڈپٹی کمشنر سماعت کریں گے اور اس کا اطمینان دلایا ہے کہ یہہ مقدمہ کسی منزل میں مسٹر راس سکاٹ صاحب کے روبرو پیش نہیں ہوگا +

دعوت ملکہ انگلستان بنام امیر افغانستان

لارڈ لینسڈون کے آخری زمانے میں سر مارٹیمر ڈیورینڈ کے مشن کے کابل جانے سے پہلے ہندوستان کے تمام اینگلو انڈین اخبارات یکزبان ہو کر امیر عبد الرحمن خاں کے ظلم اور تعدی اور انگریزوں سے مخالفانہ برتاؤ کرنے کی نسبت چلا چلا کر مباحثہ کر رہے تھے - اور جبکہ سرحدی پیچیدگیوں کے سلجھانے کے لئے لارڈ ابرٹس کی مشن کا بجمعیت دس ہزار مسلح فوج کے جلال آباد امیر صاحب کی ملاقات کے لئے جانا قرار پایا اور امیر صاحب نے ہزارجات کی شورش میں مصروف رہنے کی وجہہ سے انگریزی مشن کو طلب کرنے میں تامل کیا تو اینگلو انڈین اخبارات کی نارضگی کا پیمانہ لبریز ہو گیا - گورنمنٹ کو مشورے دئے جاتے تھے کہ ایسے وحشی اور ظالم امیر سے دوستی رکھنے سے کیا فائدہ - امیر ہرگز ہمارا دوست نہیں بلکہ روس کا دوست ہے - اور ہم سے صرف وظیفہ پھٹکارنے کے لئے ظاہرا دوستی رکھتا ہے - مگر امیر عبد الرحمن بھی اُس زمانے کے اس قسم کے خیالات سے ناواقف نہ تھا - امیر نے اپنے انجنیر مسٹر (حال سر) سالٹر پین کو گورنمنٹ ہند

کی خدمت میں بمقام کلکتہ مراسلات دے کر بھیجا۔ اس وقت مشہور ہوا تھا کہ مسٹر پین ایک قاصد سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا۔ اور نہ اُسے معلوم ہی ہے کہ امیر صاحب کے مراسلات کا مطلب کیا ہے۔ لیکن بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ پین صاحب نہ صرف انگریزی نہیں بلکہ ایک خاصا پولیٹیشن بھی ہے۔ ان مراسلات کے مطابق سر مارٹیمر ڈیورنڈ کا مشن کابل کو روانہ ہوا۔ اور وہاں امیر عبدالرحمن کے تدبر سے جس طرح گورنمنٹ ہندوستان اور افغانستان کے تعلقات پیشتر کی نسبت زیادہ قریبی اور مضبوط ہو گئے ناظرین سے مخفی نہیں۔ اس مشن کے نتیجے سے گورنمنٹ ہند کو نہایت مسرت ہوئی۔ بصلہ خدمات کے سر مارٹیمر ڈیورنڈ کو ایران کی سفارت عطا کی گئی۔ اور پین صاحب کو نائٹ ہُڈ کا خطاب دیا گیا۔ مگر پین صاحب نے اپنے آقائے نعمت امیر عبدالرحمن خان کی خدمت گذاری پر یہیں تک اکتفا نہ کیا کہ گورنمنٹ ہند کے ساتھ امیر صاحب کے تعلقات پہلے سے زیادہ دوستانہ ہو گئے تھے یا پچاس ہزار روپے ماہوار اُن کے وظیفے میں اضافہ ہو گیا تھا۔ بلکہ امیر صاحب کی پرانی آرزو پوری کرنے کا بھی انتظام کیا +

دو تین سال سے مشہور ہو رہا تھا کہ امیر عبدالرحمن خان کا ارادہ ہے کہ انگلستان میں جا کر حضور ملکہ معظمہ سے ملاقات کریں کہ جہاں پر گفتگو کرنے سے نہ صرف انگلستان اور افغانستان کے دوستانہ تعلقات ہی مضبوط ہو جائیں گے بلکہ امیر صاحب اپنے حسب منشا جو مراعات گورنمنٹ ہند سے نہیں حاصل کر سکتے وہ گورنمنٹ انگلستان سے انگلستان میں جا کر حاصل کر سکیں گے خیال کیا جاتا تھا کہ لارڈ لینسڈون اس ملاقات کو پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر اب سر سالٹر پین کے ذریعے سے اس آرزو کے پورے ہونے کی بہترین صورت نکل آئی۔ کہ ملکہ معظمہ نے خود امیر صاحب کی خدمت میں پیغام دعوت بھیجا +

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ امیر صاحب سیاحت انگلستان پر راضی ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور انگلستان کا سفر انہیں مفید ہے یا مضر۔ اگر

ہ کی طرف زور ست مائل ہیں۔ ان کے سفر یورپ سے ان کو اس بارے میں بھی فائدہ ہوگا۔ لیکن اس پر بھی فواید کے مقابلہ میں افغانستان کے تنہا رہنے کا اندیشہ زیادہ بھاری ہے۔ اور اسی لئے عجب نہیں کہ امیر صاحب خود کے بعد دعوت انگلستان کو ادب کے ساتھ نامنظور کردیں +

گر یہہ بات سچ ہے کہ امیر صاحب لارڈ لینسڈون کے عہد میں خود انگلستان جانا چاہتے تھے تو چونکہ ڈیورنڈ مشن سے انگلستان اور افغانستان کے تعلقات میں کچھ بڑا تغیر پیدا نہیں ہوا ممکن ہے کہ امیر صاحب کے انگلستان جانے کا شوق اور ضرورت ابھی بدستور باقی ہو مگر بظاہر اسباب معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمان خان جیسا دور اندیش اور عقلمند آدمی صرف شاہ ناصرالدین قاجار کی طرح یورپ کی سیر و سیاحت اور تفریح کی غرض سے اپنی سلطنت کو خالی نہیں چھوڑ سکتا جبتک کہ کوئی زبردست پولیٹکل مفاد اُسے کھینچکر سمندر کے پار نہ لیجاوے۔ شمال جلال آباد کے مہمندوں سے ابھی ابھی امیر صاحب کے آدمیوں کی مدبھیڑ کی خبر آئی تھی۔ ہزارجات کی سرکوبی خواہ کتنی ہی ہو گئی ہو امیر صاحب کی غیر حاضری میں عجب نہیں کہ وہ پھر اٹھ کھڑے ہوں۔ اسحاق خاں کے مرنے کی افواہ بھی تو آئی ہے۔ مگر اُس کی تصدیق نہیں ہوئی۔ اگر وہ مرا نہیں تو وہ روسی ترکستان میں افغانستان کا کچھ کم دعویدار نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ امیر صاحب کے سفر یورپ کی خبر پا کر وہ ۱۸۸۰ء کی طرح قسمت آزمائی کو آمادہ ہو جائے۔ کہ جس طرح خود امیر عبدالرحمن خان جو کہ اُسی علاقے میں اُسی حالت جلا وطنی میں اُسی گورنمنٹ کی وظیفہ خواری کی حالت سے نکلکر چند سال پیشتر کابل کا تخت خالی دیکھکر قسمت آزمائی کو نکلے تھے علاوہ اس کے روسی جاسوسوں کو سرحد افغانستان پر رعایا کو بہکانے کا بہت اچھا موقع مل جائیگا۔ ان سب امور کی طرف سے جب تک امیر عبدالرحمن خان مطمئن نہولیں مشکل معلوم ہوتا ہے کہ وہ سفر انگلستان اختیار کریں۔ +

لیکن بہر صورت اگر امیر صاحب انگلستان جانا پسند کریں تو سب سے بڑا اعتراض امیر صاحب کے مخالفوں کا یہہ غلط ثابت ہوگا کہ وہ در پردہ روس سے بھی ویسی ہی دوستی رکھتے ہیں۔ جیسی کہ انگلستان سے ہے۔ اس کے سوائے یقین ہے کہ امیر صاحب انگلستان اور خصوصاً لندن کی دولت ثروت اور شایستگی دیکھکر حیران رہ جائیں گے اور انہیں اپنے دوست ملک کی طاقت اور ثروت دیکھکر اُس کی دوستی پر پیشتر سے زیادہ اعتماد ہو جائیگا۔ علاوہ اس کے امیر صاحب کی طبیعت پیشتر ہی اپنی جنگی طاقت اور ملک کی وسائل آمدنی بڑھانے

مُلکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

ایڈیٹر کے راولپنڈی ستارہ ہند پرچہ کو گمنام عرضی لکھنے کے لئے ۶ ماہ قید کی سزا ملی +

یہہ بات غلط نکلی کہ جودھپور میں عشرہ محرم کے تعزئے نکلنے بند کئے گئے +

کانپور میں ہیضہ کا یہہ زور ہے کہ ۵۰ ۴ آدمی روزمرہ مرتے ہیں +

لکھنؤ میں سررشتہ آبرسانی کے افتتاح سے باشندوں میں بڑی خوشی ہے +

۲۷ و ۲۸ کو جاپانی و چینی سپاہ بمقام یاسن جنت خونخوار لڑائی ہوئی +

حملہ جاپان کی طرف سے ہوا جس نے شکست کھائی اور اُس کے دو ہزار آدمی کام آئے +

تازہ خبر ہے کہ منچوریا کی راہ سے بیس ہزار چینی فوج کوریا میں داخل ہو گئی +

چینی وائسرائے نے بزور کہا ہے کہ اس لڑائی میں چین جاپان کو ناکوں چنے چبوائیگا +

چین و جاپان کے معاملہ میں انگلستان و روس کی حکمت عملی بر اتفاق ہوگی +

بمبئی میں ترکی جہاز موسومہ عبدالقادر کے کپتان پر ۵۰۴ روپیہ جرمانہ ہوا +

فیروزپور و قصور کے درمیان سڑک بوجہ طغیانی ٹوٹ گئی اور ڈوب رہی ہے +

لکھنؤ میں ہیضہ کے باعث فوج علیحدہ میدان میں خیمہ زن کی گئی +

خبر ہے کہ روسی لوگ مرو سے پنجدیہہ تک ایک شاخ ریلوے بنا رہے ہیں +

ملتی فوج کے جنرل بوتھ آج کل سوچ رہے ہیں کہ اس کام میں کس کو اپنا جانشین مقرر کریں۔ اس پر اخبار ٹروتھ صلاح دیتا ہے کہ پرنس آف ویلز سے بہتر کوئی نہ ہوگا +

قسطنطنیہ میں حال کا زلزلہ نہایت بربادی بخش ثابت ہوا۔ کئی جوہری معہ خریداروں کے دب گئے۔ قسطنطنیہ کا کوئی گلی کوچہ نہیں جو اس بربادی کا شکار نہ ہوا ہو +

جاپان نے چین کے ساتھ جنگ کا باضابطہ اشتہار یکم اگست کو دیدیا اور اپنے ہاں کے تمام یورپین باشندوں کو اس جنگ کی اطلاع کر دی ہے۔ انگلستان کسی کا طرفدار نہ ہوگا +

سینیگال میں جو شخص جہاد کا وعظ کرتا تھا اس کو فرنچ فوج نے حملہ کر کے قتل کیا۔ پانچ سو جہادی مارے گئے فرانس کے ۸ آدمی قتل اور ڈیڑھ سو زخمی ہوئے +

چین میں ایک فرقہ ہے جس کا یہہ اعتقاد ہے کہ اگر کوئی عورت گوشت نہ کھاوے تو وہ اگلے جنم میں مرد ہو جائیگی۔ معلوم نہیں کہ گوشت نہ کھانے والا مرد اگلے جنم میں کیا ہوگا۔

چین کا ایک جہاز جاپانیوں نے بذریعہ تارپیڈو غرق کر دیا۔ ڈیڑھ ہزار چینی فوج جو اس میں سوار تھی اور کئی جنبی ڈوب گئے۔ جو بچے ان پر گولیاں چلائی گئیں +

جاپان میں اب تک یہہ دستور تھا کہ اگر کوئی عورت شادی نہ کرے تو قانون اس کو شادی کرنے کے لئے مجبور کرتا تھا مگر اب شاہ جاپان نے حکم دیا ہے کہ جو عورت چاہے عمر بھر ناکتخدا رہے +

شاہ سیام نے پروفیسر میکسمولر صاحب کو سلسلہ کتب مشرقی کے لئے ۱۲۰۰ پونڈ بھیجا ہے۔ صاحب موصوف اُن کتابوں کا ترجمہ شایع کر رہے ہیں۔ والیان ریاست ہند نے بھی اس کام کے لئے بہت کچھ دیا ہے +

اسحاق خاں کے فوت ہو جانے کی خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔ کہتے ہیں کہ یہہ اُس کے دوستوں کی ایک چال ہے۔ جس کا مطلب یہہ ہے کہ امیر صاحب مطمئن ہو کر ولایت چلے جائیں اور وہ پیچھے سے فساد کی کوشش کریں +

مسٹر ہرگمش ایک انگریزی افسر نے ہندوستان میں پوج کے دو مندروں کے درمیان جو ایک میل کے فاصلہ پر ہیں ایک بہت بڑا ٹیلیفون دریافت کیا ہے جو دو ہزار برس سے جاری ہے +

مڈل پاس کرنے والوں کے لئے یہہ خبر مایوسی پیدا کرنے والی ہوگی کہ آیندہ کو سرکاری ملازمت کے لئے مڈل کی قید غیر کفتنی سمجھی جائیگی اور اب انٹرنس کی قید لگائی جائیگی +

حیدرآباد دکن میں کشن پرشاد صاحب وزیر جنگ کے خلاف سازش کا بازار گرم ہے۔ خبر ہے کہ اُن کی کارروائیوں کی تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کی جائے گی +

حیدرآباد کی خبر ہے کہ نواب وقار الامرا کامل اختیار کے ساتھ مستقل مدار المہام مقرر کئے گئے۔ اور اُن کو اختیار دیا گیا ہے کہ مجلس وزارت کی جس تجویز کو چاہیں نامنظور کریں +

پونا میں دیسیوں کی ایک مجلس قایم ہوئی ہے جس کے ممبروں سے یہہ قسم لی جاتی ہے کہ وہ ولایتی پارچہ ہرگز نہ خریدیں گے اور صرف دیسی ساخت کا کپڑا استعمال کریں گے +

ریاست جھالراپاٹن کے مہاراج رانا ظالم سنگھ صاحب کو بتاریخ ۲۰ جولائی کامل اختیارات تفویض کئے گئے۔ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ نے معمولی سند پڑھ کر سنائی حضور قیصر ہند کی خدمت میں شکریہ کا ایک تار بھیجا گیا +

اکسٹرا اسسٹنٹ دہلی کے اجلاس سے اُس سادہو کو جو بجرم بھگا لے جانے نوجوان لڑکیوں کے گرفتار تھا معہ اُس کی رازدار نائن اور ایک عورت کے دو دو سال قید سخت اور جرمانہ کی سزا ملی +

کلکتہ میں ایک نوجوان مسلمان نے عمارت ہائیکورٹ کی بالائی منزل سے گر کر خودکشی کی۔ کہتے ہیں کہ یہہ شخص بیکاری سے نہایت تنگ آگیا تھا جس سے مخلصی پانے کے لئے یہہ حرکت کی +

بنارس کی خبر ہے کہ عدالت ججی کے ناظر محمد حبیب اللہ پر غبن کا الزام عاید تھا۔ جس کی پاداش میں میجر آرانسیلی صاحب مجسٹریٹ چھاؤنی نے ثبوت جرم کے بعد دو سال قید سخت کا حکم دیا +

لکھنؤ۔ اور کانپور میں انفلوئنزا ہیضہ کی بہت چھیڑ چھاڑ ہے۔ ہفتہ مختتمہ ۲۱۔ جولائی تک ۱۱ اموات صرف لکھنؤ میں وقوع میں آئیں۔ سیول لائن میں بھی شکایت سُنی جاتی ہے کئی انگریز مر چکے ہیں +

راولپنڈی میں ایک کانسٹبل متصل مکان لالہ سیوا رام ساہو کار ایک عورت کے کان سے بالی اُتارتا ہوا گرفتار گیا۔ ملزم اپنی پیٹی نزدیک کی مسجد میں چھوڑ آیا تھا تاکہ کچھ بہانہ بنا سکے +

لاہور۔ مسماۃ کموں زوجہ نواب غلام محبوب سبحانی کے خلاف مقدمہ خون کی اپیل سشن جج لاہور نے نامنظور کی۔ دوسرا مقدمہ جس میں بیگم مذکور پر سو روپیہ جرمانہ ہوا تھا تا حال دایر ہے۔ تاریخ سماعت ۲۰ اگست مقرر ہے +

امرتسر میں اُس جاٹ کو ۱۲ ماہ کی قید ہوئی جس نے جنڈیالہ کے پوسٹماسٹر کو لٹھ مارا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے پہنچانے والے کی شہادت کو منظور نہ کرتا تھا +

اندپور ضلع ہوشیارپور۔ ایک برہمن نے ۱۳ سالہ دختر کی شادی ایک ۷۵ سالہ جوان کے ساتھ کر دی۔ سوامی وویکانند جو امریکہ میں شیخی مارتے ہیں ضرور ایسی خبر سے

پنجاب ریلیجس بک سوسائیٹی

نئی کتابیں! نئی کتابیں! نئی کتابیں!

تم مسیح کو کیا سمجھتے ہو؟ اس میں معقول دلائل سے یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح کے دعووں کی تحقیقات کرنا اور ان کو قبول کرنا ہر ایک ذی ہوش انسان پر فرض ہے قیمت ۳ پائی +

دنیا کی سب نیکیوں سے بڑی نیکی (پروفیسر ڈرمنڈ صاحب کے مشہور رسالہ کا ترجمہ) یہہ اقرنتھیوں ۱۳ باب کی شرح ہے اور اس میں نہایت موثر طور پر یہہ ثابت کیا ہے کہ محبت سب سے اعلیٰ صفت اور تمام خوبیوں کی جڑ ہے + قیمت ۱ر

خوشحال کی دوسری اننگس (پروفیسر ڈ... صاحب) اس میں کرکٹ کے کھیل کے پیرایہ میں انسان کی زندگی کی آزمائشوں اور ان پر غالب آنیکے طریق کا بیان ہے لڑکوں کی اخلاقی و روحانی تعلیم کے لئے نہایت مفید ہے ہر ایک نئے سبق کا آدمی اسکو پڑھکر عمدہ سبق حاصل کرسکتا ہے قیمت ۱ر

ایک ہندو کا مسیحی ہونا یعنی بابا پدمن جی کا تذکرہ۔ اس کتاب میں مصنف نے مرہٹی زبان میں اپنے مسیحی ہونیکا حال نہایت دلچسپ طور سے بیان کیا تھا۔ مگر بعد ازاں اپنی خوبی کے سبب سے یہہ کتاب انگریزی اور بنگالی وغیرہ زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گئی۔ جن جو لوگوں کو ضرور اس کا مطالعہ کرنا چاہئے قیمت ۴ر

فضل الٰہی انگلستان کے سلطان الواعظین مسٹر سپرجن مرحوم کی مشہور کتاب ''آل آف گریس'' کا ترجمہ۔ اسمیں مسیحی دین کی بنیادی باتوں کو ایسی صفائی اور عمدگی سے بیان کیا ہے کہ عام عقل کا آدمی بھی اس کو سمجھکر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اسکے ہمراہ مسٹر سپرجن کی مختصر سوانح عمری بھی شامل ہے کسی مسیحی خاصکر مسیحی واعظ کی لائبریری اس سے خالی نہیں ہونی چاہئے قیمت ۴ر

مسٹر سپرجن کی سوانح عمری علیحدہ بھی مل سکتی ہے قیمت ۱ر

انکے علاوہ مسیحی مذہب کی کتابیں انگریزی فارسی اور ہندی پنجابی زبانوں میں اور نیز بیبل اور بیبل کے حصے یورپ اور ہندوستان کی اکثر زبانوں میں مقررہ قیمت پر مل سکتے ہیں +

اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائیٹی انارکلی لاہور +

واضح ہو

کہ گذشتہ اتوار کو امرتسر میں دو شخص محمدیت کو ترک کر کے شرف بہ مسیحیت ہوئے۔ اُن میں سے ایک محمد سعید صاحب ہیں یہہ صاحب دہلی کے رئیس ہیں۔ اُن کے والد سید محمد ابراہیم صاحب نوجوان وفات پا گئے۔ اور اُن کے دادا سید محمد عبدالرحیم صاحب (جو رسالہ نمبر ۴ میں رسالدار تھے) ابتک زندہ موجود ہیں۔ اور سرکار سے پنشن پاتے ہیں۔ اور نواب امیر الدین خان بہادر والئے لوہارو سے بھی آپ کی رشتہ داری ہے۔ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بیوی کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ چونکہ یہہ مرزا صاحب کے خاص مریدوں میں تھے۔ اور ۱۸۹۰ء سے ۱۸۹۲ء تک اُن کے ہمراہ رہے۔ مباحثہ امرتسر میں بھی تھے۔ مسیحی اُن کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں +

اعلان مندرجہ ذیل اُن کی طرف سے ہمیں پہنچا ہے:۔

بسم اللہ الاب والابن والروح القدس

اعلان

جو ڈھونڈتا ہے سو پاتا ہے۔ قول المسیح

ساری باتوں کو آزماؤ بہتر کو اختیار کرو۔ عبارت انجیل مبارک۔

میں محمد سعید ابن سید محمد ابراہیم مرحوم ولد سید محمد عبدالرحیم سابق رسالدار حال پنشنر رئیس دہلی ولد سید محمد قدرت اللہ صاحب مرحوم بخاری۔ ہر خاص و عام کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ بتاریخ ۲۹ جولائی ۱۸۹۲ء بروز یکشنبہ بندہ نے معہ ہمت خان ولد ماکھے خان جمعدار پنشنر کے بدست جناب پادری وڈ صاحب اصطباغ پایا اور محمدیت کو ترک کر کے بفضل الٰہی مسیحی کلیسیا میں شامل ہوا۔ میں نے کل محمدی احباب اور رشتہ داروں خصوصاً اپنے بہنوئی **مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** کو اور ان کے سب چیلوں کو (جو میرے بھی پیر بھائی تھے) سلام دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں **کہ خدا تعالیٰ اُن سب پر فضل کرے** اور اپنی پاک راہ انہیں دکھاوے۔ **مرزا صاحب قادیانی** کی گدی کے اندرونی حالات بعد میں شائع کروں گا +

المعلن
محمد سعید دہلوی

ضرورت

غازی آباد مسی۔ ایم مڈل سکول میں ایک غیر مسیحی سکینڈ ماسٹر کی ضرورت ہے جو مڈل کلاس کے میتھمٹکس پڑھانے کی قابلیت رکھتا ہو۔ پنجاب انٹرنس والے کو ترجیح دی جائیگی۔ تنخواہ پندرہ روپیہ ماہوار سے شروع کر کے بیس روپیہ ماہوار تک ترقی دی جائیگی۔ درخواست بخدمت پادری جے ڈبلیو پل صاحب بی اے سی ایم ایس مشن ہوس میرٹھ کے پتہ پر بھیجنا چاہیے +

ہمارا بھی امتحان کرنا لازم ہے +

دہلی کا نایاب سرمہ بفضلہ صحت یاب تولہ عہ چھ ماشے ۱۲ر تین ماشے ۸ر سادہ ٹھنڈا بہت عمدہ سرمہ روزمرہ خرچ کا تولہ ۲ر منجن ایا دانتوں کا مفید منجن چار تولے ۸ر ہاضمے کی بہت اچھی گولیاں دو تولے ۸ر چاندی کی سرمہ دانی مع سلائی للعہ ر ہاتھی دانت کی عہ چاندی کے تین پن مع زنجیر عہ چاندی کی گھڑی کی زنجیر عہ پیتل کا نئی قسم گھنٹی بجانے والا قفل عہ ترکی ٹوپی دیز ڈل قسم اول عہ دوم عہ سوئم ۱۲ر فہرست اسباب و نمونے بانات کشمیرہ فلالین وغیرہ۔ ٹکٹ آنے پر بھیجے جائینگے +